سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2015

بدھ،یکم اپریل2015

(یوم الاربعاء،11۔ جمادی الثانی1436ھ)

سولھویں اسمبلی: تیرھواں اجلاس

جلد13:شمارہ 4

273

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، یکم اپریل2015

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات محنت وانسانی وسائل اور ترقی خواتین)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

پری بجٹ بحث

(---جاری)

275

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیرھواں اجلاس

بدھ، یکم اپریل 2015

(یوم الاربعاء، 11۔ جمادی الثانی 1436ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 50 منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

وَلَوۡ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ كُلُّهُمۡ جَمِيۡعًا ؕ
اَفَاَنۡتَ تُكۡرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوۡنُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۹۹﴾ وَمَا كَانَ لِنَفۡسٍ
اَنۡ تُؤۡمِنَ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ ؕ وَيَجۡعَلُ الرِّجۡسَ عَلَى الَّذِيۡنَ لَا
يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ انۡظُرُوۡا مَاذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ وَ
مَا تُغۡنِی الۡاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنۡ قَوۡمٍ لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۰۱﴾

سورۃ یُونس آیات 99تا101

اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو جتنے لوگ زمین پر ہیں سب کے سب ایمان لے آتے تو کیا تم لوگوں پر زبردستی کرنا چاہتے ہو کہ وہ مومن ہو جائیں؟(99) حالانکہ کسی شخص کو قدرت نہیں ہے کہ اللہ کے حکم کے بغیر ایمان لائے اور جو لوگ بے عقل ہیں ان پر وہ (کفر وذلت کی) نجاست ڈالتا ہے(100) (ان کفار سے) کہو کہ دیکھو تو آسمانوں اور زمین میں کیا کچھ ہے۔ مگر جو لوگ ایمان نہیں رکھتے ان کی نشانیاں اور ڈراوے کچھ کام نہیں آتے(101)

وما علینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

دِل ٹھکانہ میرے حضور کا ہے
جلوہ خانہ میرے حضور کا ہے
ہر زمانے کی آپ ہیں رحمت
ہر زمانہ میرے حضور کا ہے
جس پہ اُتری ہے آیۂ تطہیر
وہ گھرانہ میرے حضور کا ہے
ذِکر شامل نماز میں خالد
پنجگانہ میرے حضور کا ہے

سوالات

(محکمہ جات محنت وانسانی وسائل اور ترقی خواتین)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ جات محنت وانسانی وسائل اور ترقی خواتین سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال نمبر 4304 محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4446 محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4447 بھی محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 739 محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 2427 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے اُن کی request آئی ہے اس سوال کو pending کرتے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 2695 محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب امجد علی جاوید صاحب کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 4018 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ: سوشل سکیورٹی کے تحت ڈسپنسریوں سے متعلقہ تفصیلات

*4018: **جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سوشل سکیورٹی کے تحت ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنی ڈسپنسریاں کہاں کہاں کام کر رہی ہیں؟

(ب) کیا ڈسپنسریوں کی موجودہ تعداد اور سہولیات ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مزدوروں کے لئے کافی ہیں؟

(ج) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مزدوروں کے علاج معالجے، ان کی رہائشیں اور بچوں کی تعلیم کے لئے کیا کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ادارہ سماجی تحفظ کے تحت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تحفظ یافتہ مریض کارکنان اوران کے بیوی بچوں بشمول والدین کو مفت طبی سہولیات مہیا کرنے کے لئے کل سات طبی مراکز قائم ہیں جن میں ایک سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر دو سوشل سکیورٹی ڈسپنسریاں اور چار سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر شامل ہیں ان طبی مراکز کے نام وپتاجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ہسپتال وڈسپنسری	پتاجات
1	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر، چناب فائبرز	چناب فائبرز ٹوبہ، شورکوٹ روڈ، ٹوبہ ٹیک سنگھ
2	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری، کمالیہ شوگر ملز	کمالیہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ
3	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری، چودھری شوگر ملز	پینسرہ روڈ، گوجرہ
4	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر، ٹوبہ ٹیک سنگھ	H-3، ہاؤسنگ کالونی نمبر 1، ٹوبہ ٹیک سنگھ
5	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر سٹی کمالیہ	اسلم ہاؤس گلی نمبر 101، مین روڈ ذیشان کالونی، کمالیہ
6	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر، گوجرہ سٹی	مین روڈ، حسینیہ کالونی، تحصیل گوجرہ
7	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر پیر محل	گلی نمبر 4، محلہ کوثر آباد، نزد جنرل بس سٹینڈ، پیر محل

(ب) جی ہاں! ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں قائم مذکورہ بالا طبی مراکز کی تعداد مذکورہ علاقہ میں کام کرنے والے تحفظ یافتہ کارکنان کی تعداد کے لحاظ سے کافی ہے تاہم ادارہ ہذا سہولیات کی فراہمی کو مزید بہتر بنانے کے لئے کوشاں ہے۔

(ج) ادارہ سماجی تحفظ کا بنیادی مقصد ہی تحفظ یافتہ کارکنان کو مفت اور جامع سہولیات اور نقد مالی معاوضہ جات کی فراہمی ہے۔ ادارہ ہذا کی جانب سے بیماری، دوران کار زخمی اور زچگی کی صورت میں کارکنان کو مفت اور بروقت بہترین علاج معالجہ مہیا کیا جاتا ہے جبکہ صنعتی ملازمین کو رہائشی سہولیات کی فراہمی کے لئے ورکرز ویلفیئر بورڈ نے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مزدوروں کے لئے دو لیبر کالونیز بنائی ہیں۔ لیبر کالونی ٹوبہ ٹیک سنگھ 301 رہائشی پلاٹس پر مشتمل ہے اور یہ ورکرز کو 1993 میں ماہانہ اقساط پر الاٹ کی گئی ہے۔ لیبر کالونی کمالیہ جو کہ 730 رہائشی پلاٹس پر مشتمل ہے یہ لیبر کالونی ورکرز کی طرف سے درخواستیں وصول نہ ہونے کے باعث الاٹ نہ کی جا سکی ہے۔ مزید برآں ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مزدوروں کے بچوں کی تعلیم کے لئے پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کا کوئی سکول نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں اس سوال کے جواب کا جز (ج) پڑھ دیتا ہوں۔

"ادارہ سماجی تحفظ کا بنیادی مقصد ہی تحفظ یافتہ کارکنان کو مفت اور جامع سہولیات اور نقد مالی معاوضہ جات کی فراہمی ہے۔ادارہ ہذا کی جانب سے بیماری، دوران کار زخمی اور زچگی کی صورت میں کارکنان کو مفت اور بروقت بہترین علاج معالجہ مہیا کیا جاتا ہے جبکہ صنعتی ملازمین کو رہائشی سہولیات کی فراہمی کے لئے ورکرز ویلفیئر بورڈ نے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مزدوروں کے لئے دو لیبر کالونیز بنائی ہیں۔ لیبر کالونی ٹوبہ ٹیک سنگھ 301 رہائشی پلاٹس پر مشتمل ہے اور یہ ورکرز کو 1993 میں ماہانہ اقساط پر الاٹ کی گئی ہے۔ لیبر کالونی کمالیہ جو کہ 730 رہائشی پلاٹس پر مشتمل ہے یہ لیبر کالونی ورکرز کی طرف سے درخواستیں وصول نہ ہونے کے باعث الاٹ نہ کی جا سکی ہے۔"

جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا محکمہ یہ اقساط وصول کر رہا ہے یا اب تک کتنی اقساط وصول ہوئی ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! چودھری صاحب اور ایوان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ جتنی بھی پرانی لیبر کالونیاں بنائی گئیں جو آج بھی ہیں ان سب کو revisit کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم ورکرز ویلفیئر بورڈ کو اس بارے میں سفارشات بھیج رہے ہیں۔ ورکرز ویلفیئر بورڈ ان کالونیوں کو revisit کرے گا۔ ہم نے جن مزدوروں کو الاٹمنٹ کی ہے اور جن مزدوروں کو ابھی تک الاٹمنٹ نہیں ہوئی وہ کورٹ کی وجہ سے آج تک نہیں ہو سکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا ان کی اقساط وصول کی جا رہی ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! کورٹ کی وجہ سے سارا process رُکا ہوا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں محترم وزیر صاحب کی خدمت میں زمینی حقائق عرض کرنا چاہتا ہوں۔ میں خصوصاً ٹوبہ ٹیک سنگھ کی کالونی کا ذکر کروں گا کہ اس میں کوئی کورٹ کیس نہیں ہے۔ مزدور اقساط دینا چاہتے ہیں لیکن محکمہ کے لوگ اقساط وصول نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اتنے سال

ہو گئے ہیں ہمیں ان کے مالکانہ حقوق دیئے جائیں اور واجبات ہم سے وصول کئے جائیں۔ محکمہ کے اندر جو مقامی لوگ بیٹھے ہیں ان کے پاس اس کی کوئی information نہیں ہے کہ ان کو کیا راستہ دینا ہے اور کیا طریق کار بتانا ہے۔ مہربانی فرما کر اس کی کوئی پالیسی وضع کر دیں تاکہ جو لوگ واجبات ادا کرنے کے لئے تیار ہیں وہ ادا کر سکیں اور ان کا مسئلہ حل ہو سکے۔

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! میں ان کے ساتھ بیٹھ کر particular اس معاملہ کو resolve کراؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! امجد جاوید صاحب کو ساتھ رکھیں یہ آپ کی help کریں گے۔ اگلا سوال بھی جناب امجد علی جاوید صاحب کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 3860 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: ورکر وومن ہاسٹل سے متعلقہ تفصیلات

*3860: جناب امجد علی جاوید: کیا وزیر ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ورکر وومن ہاسٹل موجود ہے؟

(ب) یہ کب تعمیر ہوا اور اس پر کتنی لاگت آئی؟

(ج) کیا جس مقصد کے لئے یہ ہاسٹل تعمیر کیا گیا تھا اسی مقصد کے لئے استعمال ہو رہا ہے؟

(د) اگر جز (ج) کا جواب نفی میں ہے تو کون لوگ اس عمارت پر قابض ہیں؟

(ہ) کیا محکمہ اس کو خالی کروا کے اس کا مقصد تعمیر کے مطابق استعمال کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو کب تک محکمہ یہ عمارت واپس اپنی تحویل میں لے کر دیگر شہروں کی طرح ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ملازمت کرنے والی خواتین کو ہاسٹل کی سہولت فراہم کر دے گا؟

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):

(الف) جی ہاں! ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ورکر وومن ہاسٹل کے لئے وفاقی وزارت ترقی وخواتین کی مدد سے ہاسٹل کی تعمیر شروع کر دی گئی تھی لیکن یہ بلڈنگ مکمل ہوئی اور نہ ہی اس میں ہاسٹل فار ورکنگ وومن شروع کیا جا سکا۔ مزید ازاں ورکنگ وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے دائرہ کار میں شامل ہیں۔

(ب) اس کی تعمیر 1965 تک ہوئی اور اس پر 9.04 لاکھ کی لاگت آئی۔

(ج) یہ بلڈنگ ہاسٹل کے لئے استعمال نہ کی جارہی ہے۔

(د) ضلعی حکومت نے یہ عمارت سال 2001 میں محکمہ تعلیم کو استعمال کے لئے دی تھی اس وقت اس عمارت میں محکمہ تعلیم اور لٹریسی کے ضلعی دفاتر اور ایڈمنسٹریشن کے دفاتر کام کر رہے ہیں۔

(ہ) ورکنگ وومن ہاسٹل محکمہ ترقی خواتین کے زیر انتظام کام کر رہا ہے لہٰذا اس کے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے متعلقہ محکمہ ہی مناسب اقدامات کر سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے سوال کا جز (الف) یہ ہے کہ کیا ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ورکر وومن ہاسٹل موجود ہے؟ اس کا جواب یہ آیا ہے کہ جی ہاں ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ورکر وومن ہاسٹل کے لئے وفاقی وزارت ترقی خواتین کی مدد سے ہاسٹل کی تعمیر شروع کر دی گئی تھی لیکن نہ ہی یہ بلڈنگ مکمل ہوئی نہ ہی اس میں ہاسٹل فار ورکنگ وومن شروع کیا جا سکا۔ مزید ازاں ورکنگ وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے دائرہ کار میں شامل ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ کوئی الگ ڈیپارٹمنٹ ہے جو ان کے دائرہ کار میں نہیں آتا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحبہ!

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! 2012 میں جب وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ بنا تو ہمیں دس ورکنگ وومن ہاسٹلز سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ سے وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو transfer کئے گئے تھے تو اس میں ٹوبہ ٹیک سنگھ کا ورکنگ وومن ہاسٹل موجود نہیں ہے۔ اس کے علاوہ یہاں جو جواب پرنٹ ہوا ہے یہ جواب ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے نہیں ہے۔ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے اس کے مطابق یہ ہے کہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کوئی ہاسٹل موجود نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! پھر یہ جواب کس نے بھجوایا ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہی میرا سوال ہے۔

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! ہو سکتا ہے کہ سوشل ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا ہو گا لیکن ہمارے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے یہ جواب ہے کہ ہمارے محکمہ کے پاس ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کوئی ہاسٹل موجود نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس سوال کو pending کرتے ہیں اور سیکرٹری اس کے بارے میں مجھے ساری detail بتائیں گے۔ اگلا سوال نمبر 4306 محترمہ نبیلہ حاکم علی خان صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر عالیہ آفتاب صاحبہ کا ہے۔

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! سوال نمبر 5633 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ڈاکٹر عالیہ آفتاب کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں ورکنگ وومن ہاسٹل کی تفصیلات

*5633: ڈاکٹر عالیہ آفتاب: کیا وزیر ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں ورکنگ وومن ہاسٹل کی تعداد کتنی ہے اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) اگر حکومت ایسے مزید ہاسٹل بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب اور کہاں، تفصیل بیان کریں؟

(ج) سکیورٹی کے پیش نظر ان ہاسٹلز میں خواتین کے داخلے کا کیا طریق کار ہے؟

(د) ان ہاسٹلز میں خواتین سے کتنا خرچہ وصول کیا جاتا ہے؟

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):

(الف) ضلع لاہور میں ورکنگ وومن ہاسٹل کی تعداد چار ہے اور ان کے ایڈریس مندرجہ ذیل ہیں:

(i) ورکنگ وومن ہاسٹل، M-12 ماڈل ٹاؤن، لاہور

(ii) ورکنگ وومن ہاسٹل، 46 سوک سنٹر مون مارکیٹ گلشن راوی، لاہور

(iii) ورکنگ وومن ہاسٹل، 598-C2 ٹاؤن شپ، لاہور

(iv) ورکنگ وومن ہاسٹل، کچلارنس روڈ نزد جناح پارک، لاہور

(ب) 2012 میں 10 ورکنگ وومن ہاسٹل سوشل ویلفیئر سے وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کو منتقل ہوئے۔ 2013 میں وومن ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے پانچ مزید ہاسٹل بنائے۔ مستقبل میں ورکنگ وومن کو سہولیات دینے کے لئے انڈوومنٹ فنڈ پر کام جاری ہے جس میں ورکنگ وومن کے اخراجات کو واؤچر کے ذریعے facilitate کیا جائے گا۔

(ج) سکیورٹی کے پیش نظر ان ہاسٹلز میں خواتین کے داخلے کا طریق کار مندرجہ ذیل ہے:

I. والد / شوہر / نگران کی طرف سے اجازت نامہ۔

II. ادارہ جہاں کام کرتی ہیں ان کا Declaration Certificate۔

III. بھائی / باپ / بیٹا / شوہر جن سے امیدوار ملنا چاہتی ہے ان کا شناختی کارڈ اور ناموں کی لسٹ۔

(د) ان ہاسٹلز میں خواتین سے مندرج ذیل خرچہ وصول کیا جاتا ہے:۔

I. ایڈمشن فیس (ناقابل واپسی) -/1000

II. سکیورٹی فیس (قابل واپسی) -/5000

III. ماہانہ کرایہ سنگل بیڈ -/1500، ڈبل بیڈ -/1000، ٹرپل بیڈ -/800

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کب تک انڈوومنٹ فنڈ پر کام جاری رہے گا اور خواتین کو واؤچر کی صورت میں کب سہولیات میسر ہوں گی؟ وزیر صاحبہ کوئی تاریخ، مہینہ یا کوئی سال بتا سکتی ہیں؟

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! انڈوومنٹ فنڈ کے لئے PC-I تیار ہو چکا ہے اور اس کے لئے وزیر اعلیٰ نے 30 کروڑ روپے کی گرانٹ approve کر دی ہے۔ اس حوالے سے بورڈ کے ممبران جن میں سیکرٹری وومن ڈویلپمنٹ، سیکرٹری پی اینڈ ڈی اور سپیشل سیکرٹری فنانس شامل ہیں۔ اس کے علاوہ سکیورٹی ایکسچینج کمیشن آف پاکستان کو رجسٹریشن کے لئے باقاعدہ بھیج دیا گیا ہے جو نہی رجسٹریشن ہو گی انشاء اللہ تعالیٰ کام شروع ہو جائے گا۔

محترمہ لبنیٰ فیصل: جناب سپیکر! کیا منسٹر صاحبہ کوئی تاریخ بتا سکتی ہیں؟

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین): جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ اسی سال کام شروع ہو جائے گا۔

محترمہ لبنیٰ فیصل: شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال نمبر 4448 محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4449 بھی محترمہ ناہید نعیم صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 5323 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال

نمبر 5483 چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 5484 بھی چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 5679 میاں طاہر صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ تمام سوالات مکمل ہو گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ساہیوال میں فیکٹریوں سے متعلقہ تفصیلات

*4304: محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع ساہیوال میں کتنی فیکٹریاں / کارخانے اور ادارے محکمہ محنت کے پاس رجسٹرڈ ہیں؟

(ب) ان فیکٹریوں / کارخانوں اور اداروں سے اس وقت محکمہ کس کس مد میں رقم وصول کر رہا ہے؟

(ج) محکمہ ان میں کام کرنے والے ملازمین کو کیا کیا سہولیات فراہم کر رہا ہے؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) محکمہ محنت کے تحت ضلع ساہیوال میں 845 فیکٹریاں / کارخانے اور ادارے رجسٹرڈ ہیں۔

(ب) محکمہ محنت کا ذیلی ادارہ سماجی تحفظ، ضلع ساہیوال میں قائم رجسٹرڈ فیکٹریوں / کارخانوں اور صنعتی اداروں سے سوشل سکیورٹی کنٹری بیوشن اور ایجوکیشن سیس کی مد میں رقم وصول کر رہا ہے۔

(ج) محکمہ محنت کے تحت ضلع ساہیوال میں فیکٹریوں میں کام کرنے والے ورکرز کے لئے ایک لیبر کالونی بنائی گئی ہے۔ کالونی کا رقبہ 10.78 ایکڑ ہے۔ لیبر کالونی ساہیوال 295 رہائشی پلاٹس پر مشتمل ہے۔ یہ ورکرز کو 1998 میں ماہانہ اقساط کی بنیاد پر الاٹ کی گئی۔ علاوہ ازیں پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ ان فیکٹریوں میں کام کرنے والے ملازمین کو:

I. ان کی تمام بچیوں کی شادی پر میرج گرانٹ بحساب ایک لاکھ روپے مہیا کرتا ہے۔
II. دوران سروس وفات پانے والے صنعتی کارکنان کے لواحقین کو ڈیتھ گرانٹ بحساب پانچ لاکھ روپے فی کیس مہیا کرتا ہے۔
III. ان کے بچوں کو ورکرز ویلفیئر سکولز میں میٹرک تک مفت تعلیم مہیا کرتا ہے۔اس کے علاوہ کتابیں، کاپیاں، سٹیشنری، یونیفارم اور ٹرانسپورٹ کی سہولیات بھی مفت فراہم کرتا ہے۔
IV. میٹرک کے بعد تعلیم حاصل کرنے والے ملازمین اور ان کے بچوں کو تعلیمی وظائف کے علاوہ داخلہ فیس، ٹیوشن فیس، ٹرانسپورٹ چارجز، ہاسٹل و میس چارجز، رجسٹریشن فیس، امتحانی فیس، لائبریری فیس، کمپیوٹر فیس اور لیب فیس کی رقم مہیا کرتا ہے۔

تعلیمی وظائف کی شرح درج ذیل ہے:

درجہ بندی	تعلیمی معیار	وظائف کی شرح
1	انٹرمیڈیٹ یامساوی تعلیم	-/1600روپے ماہوار
2	گریجویشن یامساوی تعلیم	-/2500روپے ماہوار
3	پوسٹ گریجویشن یامساوی تعلیم	-/3500روپے ماہوار

مزید برآں محکمہ محنت کے ذیلی ادارے سماجی تحفظ کی طرف سے اپنے تحفظ یافتہ کارکنان کو دی جانے والی سہولیات کی تفصیل ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجرانوالہ: سوشل سکیورٹی ہسپتال سے متعلقہ تفصیلات

*4446: محترمہ ناہید نعیم: کیاوزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سوشل سکیورٹی ہسپتال گوجرانوالہ میں کون کون سے شعبہ جات ہیں، ہر شعبہ میں منظور شدہ اسامیوں اور کون سی اسامی کب سے خالی ہے؟

(ب) جن منظور شدہ اسامیوں پر عملہ تعینات نہ ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں نیز خالی اسامیوں کو حکومت کب تک پر کرنے کاارادہ رکھتی ہے؟

(ج) مذکورہ بالا ہسپتال میں علاج کی فراہمی کا معیار کیا ہے نیز اہل مریضوں کو کون سی سہولیات میسر ہیں؟

(د) ہسپتال ہذا میں missing facilities کی تفصیلات کیا ہیں، ان کو پورا کرنے کا حکومتی منصوبہ کیا ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) سوشل سکیورٹی ہسپتال گوجرانوالہ میں اس وقت 20 شعبہ جات کام کر رہے ہیں ان شعبہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام شعبہ جات	نمبر شمار	نام شعبہ جات
1۔	انتہائی نگہداشت یونٹ	2۔	شعبہ ایمرجنسی
3۔	شعبہ میڈیکل	4۔	شعبہ سرجری
5۔	شعبہ گائنی	6۔	شعبہ ہڈی جوڑ
7۔	شعبہ ناک، کان، گلا	8۔	شعبہ لیبارٹری
9۔	شعبہ نرسری نوزائیدگان	10۔	شعبہ برائے آنکھ
11۔	شعبہ جلدی امراض	12۔	شعبہ برائے ایکسرے الٹرا ساؤنڈ
13۔	شعبہ نفسیات / ذہنی امراض	14۔	شعبہ ٹی بی وامراض سینہ
15۔	شعبہ امراض دندان	16۔	شعبہ بچگان
17۔	شعبہ فزیو تھراپی	18۔	شعبہ امراض دل
19۔	شعبہ برائے امراض گردہ مثانہ	20۔	آپریشن تھیٹر

مذکورہ بالا شعبہ جات میں منظور شدہ اسامیوں اور خالی اسامیوں کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے

(ب) خالی اسامیوں پر بھرتی حکومت کی پالیسی کے مطابق اوراجازت سے ہوتی ہے اور خالی اسامیوں کو سوشل سکیورٹی ہیڈ آفس اخبارات میں مشتہر کرتا ہے اور جب بھی حکومت کی طرف سے اجازت ملتی ہے تو ان اسامیوں پر وقتاً فوقتاً بھرتی ہوتی رہتی ہے اور جونہی حکومت موجودہ خالی اسامیوں پر بھرتی کا حکم دے گی تو اسامیوں پر بھرتی کا عمل شروع کر دیا جائے گا۔

(ج) ادارہ سوشل سکیورٹی تحفظ یافتہ کارکنان اور اُن کے لواحقین کو ہسپتال ہذا میں جامع اور اعلیٰ معیار کی سہولیات مہیا کر رہا ہے۔ ادارہ ہذا میں فراہم کی جانے والی علاج معالجہ کی سہولیات کسی بھی طرح سرکاری ہسپتالوں میں مہیا کی جانے والی سہولیات سے کم نہ ہیں۔ حال ہی میں حکومت پنجاب کے قائم کردہ پنجاب ہیلتھ کیئر کمیشن کی ایک ٹیم نے گوجرانوالہ کے تمام سرکاری و نجی ہسپتالوں کا تفصیلی معائنہ کیا اور معائنے کے بعد اپنی حالیہ رپورٹ میں معیار کے لحاظ سے سوشل سکیورٹی ہسپتال گوجرانوالہ کو بہترین ہسپتال قرار دیا ہے۔ اس ہسپتال میں مریضوں کو تمام شعبہ جات میں عمدہ معیار کی طبی سہولیات فراہم کرنے کی بناء پر سب ہسپتالوں سے زیادہ 64.7 فیصد نمبر دے کر بہترین ہسپتال کے اعزاز سے نوازا گیا ہے۔

(د) سوشل سکیورٹی ہسپتال گوجرانوالہ میں درج ذیل شعبہ جات موجود نہ ہیں۔

1۔ سی سی یو 2۔ کارڈیک سرجری

3۔ نیوروسرجری 4۔ آنکالوجی (کینسر ڈیپارٹمنٹ)

سوشل سکیورٹی ہسپتال گوجرانوالہ میں دل کی بیماریوں کے علاج کے لئے آنے والے تحفظ یافتہ مریض کارکنان یا ان کے لواحقین کو لاہور میں قائم کردہ60 بستروں پر مشتمل رحمت اللعالمین سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی و کارڈیک سرجری میں ریفر کر دیا جاتا ہے جو تمام ضروری آلات سے لیس ہے اور مستند عملہ ہمہ وقت مریضوں کی دیکھ بھال کے لئے موجود ہوتا ہے جبکہ نیوروسرجری اور آنکالوجی کے مریضوں کو دوسرے سرکاری یا پرائیویٹ ہسپتالوں میں ریفر کر دیا جاتا ہے اور ان کے علاج معالجہ کے اخراجات محکمہ خود برداشت کرتا ہے۔

مزید برآں ہسپتال ہذا میں جو شعبہ جات موجود نہ ہیں اُن کا منصوبہ سوشل سکیورٹی ہیڈ آفس لاہور میں بجٹ کو سامنے رکھتے ہوئے تخمینہ لگایا جاتا ہے اور محکمہ کے بجٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے نئے شعبہ جات کے منصوبہ جات بنتے رہتے ہیں اور سہولیات وقتاً فوقتاً فراہم کی جاتی ہیں۔

گلشن لیبر کالونی گوجرانوالہ میں ووکیشنل سنٹر بنانے سے متعلقہ تفصیلات

*4447: محترمہ ناہید نعیم: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گلشن لیبر کالونی گوجرانوالہ میں سرکاری اراضی خواتین کے ووکیشنل سنٹر کے لئے مختص شدہ ہے جو25 سال سے خالی پڑی ہے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ بالا پلاٹوں پر ووکیشنل سنٹر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) جی ہاں! مذکورہ جگہ بی بلاک اور پی بلاک کے درمیان ہے اور اس کا کل رقبہ 8مرلہ ہے۔

(ب) مذکورہ بالا پلاٹ پر ووکیشنل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ بنانے کے لئے PVTC کو پیشکش کر دی گئی ہے۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع وہاڑی: سال 14-2013 کے بجٹ میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے رکھی گئی رقم کی تفصیلات

*739: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع وہاڑی میں 14-2013 کے بجٹ میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ب) ضلع وہاڑی میں خواتین کی ترقی کے لئے کون کون سے منصوبے شروع کئے جارہے ہیں اور ان کے لئے کتنی رقم بجٹ میں مختص کی گئی ہے؟

(ج) یہ منصوبہ جات کس کس جگہ شروع کئے جارہے ہیں اور اس سے خواتین کو کیا ریلیف ملے گا؟

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحیدالدین):

(الف) ضلع وہاڑی میں 14-2013 کے بجٹ میں خواتین کی فلاح و بہبود کے لئے قائم شدہ ورکنگ وومن ہاسٹل کے لئے حکومت پنجاب نے 3.571 ملین روپے جاری کئے ہیں۔

(ب) ضلع وہاڑی میں محکمہ وومن ڈویلپمنٹ نے ورکنگ وومن ہاسٹل قائم کیا ہے جس کے لئے حکومت پنجاب نے دوران مالی سال 14-2013 میں 3.571 ملین روپے جاری کئے ہیں۔

(ج) ضلع وہاڑی میں ضلعی سطح پر وہاڑی شہر میں ورکنگ وومن ہاسٹل قائم کیا گیا ہے جس میں ملازمت پیشہ خواتین کو باکفایت اور محفوظ قیام گاہ کی سہولیات بہم پہنچائی جارہی ہیں۔

ضلع ساہیوال: ترقی خواتین کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*2695: محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: کیا وزیر ترقی خواتین ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا ترقی خواتین کا کوئی دفتر ضلع ساہیوال میں کام کررہا ہے، اگر ہاں تو کس جگہ پر قائم ہے اس دفتر میں کتنے ملازم کام کررہے ہیں؟

(ب) سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران کتنی رقم اس ضلع میں ترقی خواتین پر خرچ ہوئی، ان کاموں کی تفصیلات بتائیں؟

(ج) سال 14-2013 کے دوران کتنی رقم اس ضلع کو ترقی خواتین کے لئے دی گئی اور اس رقم سے کون کون سے کام سرانجام دیئے گئے؟

وزیر ترقی خواتین (محترمہ حمیدہ وحید الدین):

(الف) جی ہاں! محکمہ ترقی خواتین کے تحت ورکنگ وومن ہاسٹل نور شاہ کچا روڈ نزد اولڈ ایج ہوم، طارق بن زیاد کالونی ساہیوال میں نیا بنا ہے جس کی عمارت مئی 2014 میں مکمل ہوئی ہے۔

(ب) سال 12-2011 کے دوران 10 ملین اور سال 13-2012 میں 19.929 ملین روپے سے ہاسٹل کی بلڈنگ تعمیر کی گئی۔

(ج) سال 14-2013 میں 4.583 ملین روپے مختص کئے گئے اور اس رقم سے مشینری، آلات اور فرنیچر اور فکسچر خریدے جائیں گے۔

ساہیوال: محکمہ لیبر کے ہسپتال / ڈسپنسریوں سے متعلقہ تفصیلات

*4306: محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع ساہیوال میں محنت و انسانی وسائل کے ہسپتال اور ڈسپنسریاں کہاں کہاں چل رہی ہیں، ان کے نام، جگہ اور بیڈز کی گنجائش کتنی ہے؟

(ب) ان میں صنعتی مزدوروں کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ضلع ساہیوال میں ادارہ سماجی تحفظ کے تحت کام کرنے والے ہسپتال اور ڈسپنسریوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ہسپتال / میڈیکل یونٹ	پتا جات	بستر کی تعداد
1	سوشل سکیورٹی ہسپتال، ساہیوال	B-21 سمال انڈسٹریل اسٹیٹ، ساہیوال	10 عدد
2	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری، مہتاب	166-ابوبکر بلاک، شاداب ٹاؤن، ساہیوال	0
3	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر، چیچہ وطنی	غریب محلہ، کچہری روڈ، چیچہ وطنی	0
4	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی، ہڑپہ	جناح ٹاؤن، جی ٹی روڈ، ہڑپہ	0
5	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی، قادر آباد	جی ٹی روڈ، اڈہ قادر آباد	0

(ب) صنعتی مزدوروں کو ضلع ساہیوال میں ہسپتال، ڈسپنسریوں اور ایمرجنسی سنٹر میں دی جانے والی سہولیات کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ہسپتال / میڈیکل یونٹ	سہولیات
1	سوشل سکیورٹی ہسپتال، ساہیوال	او پی ڈی، گائنی، ایکسرے، مائیکرو لیب (تمام ٹیسٹ ای سی جی اور تمام ادویات کی سہولت
2	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری، متاب	او پی ڈی، لیبارٹری ٹیسٹ، مثلاً، حمل ٹیسٹ، ہیپاٹائٹس بی سی، خون کی شوگر کا ٹیسٹ اور تمام ادویات کی سہولت۔
3	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر، چیچہ وطنی	او پی ڈی اور تمام ادویات کی سہولت
4	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی، ہڑپہ	او پی ڈی اور تمام ادویات کی سہولت
5	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی، قادر آباد	او پی ڈی اور تمام ادویات کی سہولت

گوجرانوالہ کی لیبر کالونی میں آلودہ پانی سے متعلقہ تفصیلات

*4448: **محترمہ ناہید نعیم:** کیا وزیر محنت و انسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ میں واقع لیبر کالونی میں لوگ گندہ/آلودہ پانی پینے پر مجبور ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ 25 سال قبل ڈالی جانے والی واٹر سپلائی کی پائپ لائنیں شدید زنگ آلودہ اور ناکارہ ہو چکی ہیں؟

(ج) کیا حکومت پائپوں کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر محنت و انسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) جی نہیں۔ گلشن لیبر کالونی سے پانی کے دو نمونے پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی لیبارٹری سے چیک کروائے گئے رپورٹ کے مطابق پانی پینے کے قابل ہے۔ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ لیبر کالونی میں واٹر سپلائی لائنوں میں PVC پائپ کا استعمال کیا گیا ہے لہٰذا ان پائپ لائنوں کے زنگ آلودہ اور ناکارہ ہونے کا جواز نہ ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ واٹر سپلائی لائنوں میں PVC پائپ کا استعمال کیا گیا ہے جن کو زنگ نہ لگتا ہے اور لیبارٹری رپورٹ کے مطابق مذکورہ لیبر کالونی کو سپلائی ہونے والا پانی پینے کے قابل ہے لہٰذا پائپ لائنوں کی تبدیلی کی ضرورت نہ ہے۔

گوجرانوالہ: گلشن کالونی میں سالڈ ویسٹ مینجمنٹ سے متعلقہ تفصیلات

*4449: محترمہ ناہید نعیم: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ میں واقع گلشن لیبر کالونی میں سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کا کوئی نظام موجود نہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کالونی کی سڑکیں اور گلیاں ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس کالونی میں صفائی کا انتظام قائم کرنے اور گلیوں / سڑکوں کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کا کسی بھی کالونی میں سالڈ ویسٹ اٹھانے کا اپنا نظام نہیں ہے اس سلسلہ میں متعلقہ ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن سے یہ کام کروایا جاتا ہے۔

(ب) کالونی کی زیادہ تر سڑکیں ٹھیک ہیں ان میں سے کچھ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں جن کی مرمت کا تخمینہ لگایا جا رہا ہے جن کو موجودہ مالی سال میں مرمت کرایا جائے گا۔

(ج) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ سالڈ ویسٹ اٹھانے کا کام متعلقہ ٹاؤن میونسپل ایڈمنسٹریشن سے کروایا جاتا ہے اور کچھ سڑکیں جو کہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں ان کی مرمت کا تخمینہ لگایا جا رہا ہے جن کی موجودہ مالی سال میں مرمت کر دی جائے گی۔

پنجاب بھر میں بچوں سے جبری مشقت سے متعلقہ تفصیلات

*5323: چودھری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں کمسن بچے ورکشاپس، ٹی سٹالز اور فیکٹریوں میں کام کر رہے ہیں جبکہ محکمہ لیبر خاموش ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ لیبر کے ساتھ ساتھ مختلف رجسٹرڈ این جی اوز بھی بچوں سے جبری مشقت پر خاموش ہیں؟

(ج) کیا حکومت محکمہ لیبر کی مجرمانہ غفلت پر کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیا وجوہات ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) Employment of Children Act,1991 کے تحت بچوں کی ملازمت بعض خطرناک(Hazardous) شعبہ جات میں ممنوع قرار دی گئی ہے جن کی تفصیل بطور ضمیمہ (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ان ممنوعہ شعبہ جات میں بچوں سے کام لینے والے آجران کے خلاف محکمہ لیبر سے متعلقہ افسران اور انسپکٹرز معائنہ کے بعد مجاز عدالتوں میں چالان دائر کرتے ہیں تاکہ قانون شکن عناصر کا مؤثر طور پر محاسبہ ہو سکے اور عدالتوں کی طرف سے زیادہ سے زیادہ جرمانہ اور سزا کو یقینی بنایا جا سکے۔ سال 2014 کے دوران انسپکٹرز نے 1163 چالان عدالتوں میں دائر کئے اور مؤثر پیروی کے ذریعے مبلغ -/2,95,700 روپے جرمانہ کروایا جو کہ اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ محکمہ لیبر قوانین کے مطابق اپنا کام کر رہا ہے۔

(ب) محکمہ لیبر کے حوالے سے تفصیلی وضاحت درج بالا سوال کے جواب میں دی جا چکی ہے تاہم رجسٹرڈ این جی اوز کا معاملہ محکمہ لیبر کے دائرہ کار میں نہیں آتا۔

(ج) جیسا کہ سوال (الف) کے جواب میں تفصیلی طور پر وضاحت کی جا چکی ہے کہ محکمہ لیبر اپنا مؤثر قانونی کردار بطریق احسن ادا کر رہا ہے اور بمطابق قانون مجاز عدالتوں میں چالان دائر کرنے کے بعد defaulters کو قرار واقعی جرمانے اور سزائیں بھی کروانے میں کوشاں ہے۔ اندریں حالات محکمہ لیبر پر غفلت کا الزام حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔

ضلع گوجرانوالہ میں سوشل سکیورٹی ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں سے متعلقہ تفصیلات

*5483: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ کے زیر اہتمام کتنے سوشل سکیورٹی ہسپتال اور ڈسپنسریاں کہاں کہاں کام کر رہی ہیں اور یہ کتنے بستروں پر مشتمل ہیں؟

(ب) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی کتنی منظور شدہ اسامیاں ہیں، ان اسامیوں کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کو یکم جولائی 2011 سے آج تک سالانہ کتنا بجٹ کس کس مد میں دیا گیا؟

(د) ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں مریضوں کو کون کون سی سہولتیں فراہم کی جارہی ہیں؟

(ہ) مذکورہ ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کی missing facilities کون کون سی ہیں اور ان کو کب تک پورا کر دیا جائے گا، معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ کے زیرِ انتظام ایک سوشل سکیورٹی ہسپتال اور گیارہ ڈسپنسریاں کام کررہی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	پتا جات	بستروں کی تعداد
1	سوشل سکیورٹی ہسپتال گوجرانوالہ	ماڈل ٹاؤن، گوجرانوالہ	100
2	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر	گلشن کالونی، جی ٹی روڈ، راہوالی	---
3	سوشل سکیورٹی میڈیکل سنٹر	A/31-272 ماڈل ٹاؤن گوجرانوالہ	---
4	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری کلائمیکس آباد	نزد گلشن اقبال پارک شاہین آباد، گوجرانوالہ	---
5	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری سٹی	اسلامیہ کالج روڈ، گوجرانوالہ	---
6	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری جی ٹی روڈ	ڈائریکٹوریٹ آف سوشل سکیورٹی سول لائنز گوجرانوالہ	---
7	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری قلعہ چند	گلی نمبر 5، A/55 جلیل ٹاؤن، گوجرانوالہ	---
8	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری کامونکی	ورک ٹاؤن، جی ٹی روڈ، کامونکی	---
9	سوشل سکیورٹی ڈسپنسری سیالکوٹ روڈ	کمشنر روڈ، غازی سٹریٹ، محلہ نور پورہ، گوجرانوالہ	---
10	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر گکھڑ	جی ٹی روڈ میٹ پروڈکٹس، گکھڑ	---
11	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر ایمن آباد	دیوان شاہ روڈ، ایمن آباد	---
12	سوشل سکیورٹی ایمرجنسی سنٹر علی پور چٹھہ	نزد ریلوے پھاٹک، علی پور چٹھہ	---

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں ادارہ سوشل سکیورٹی کے تحت کام کرنے والے ہسپتال میں کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 306 ہے جبکہ طبی مراکز میں کام کرنے والے ڈاکٹرز اور پیرامیڈیکل سٹاف کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 51 ہے۔ ضلع ہذا میں ہسپتال و ڈسپنسریوں میں منظور شدہ اسامیوں کی مکمل شعبہ وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع گوجرانوالہ میں سوشل سکیورٹی ہسپتال اور ڈسپنسریوں کو یکم جولائی 2011 سے دیئے جانے والے بجٹ کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

بجٹ برائے سوشل سکیورٹی ہسپتال گوجرانوالہ و سوشل سکیورٹی ڈسپنسریاں

بجٹ برائے	سال 2011 تا 2012	سال 2012 تا 2013	سال 2013 تا 2014	سال 2014 تا 2015
ہسپتال	15 کروڑ 38 لاکھ 28 ہزار	19 کروڑ 54 لاکھ 1 ہزار	21 کروڑ 25 لاکھ 98 ہزار	26 کروڑ 37 لاکھ 73 ہزار
ڈسپنسریاں	5 کروڑ 83 لاکھ 67 ہزار	7 کروڑ 31 لاکھ 93 ہزار	7 کروڑ 31 لاکھ 23 ہزار	8 کروڑ 54 لاکھ 86 ہزار

بجٹ کی یہ رقم جس مد میں سوشل سکیورٹی ہسپتال اور سوشل سکیورٹی ڈسپنسریوں کو ادا کی گئی اس کی مکمل تفصیل ضمیمہ (ب وج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سوشل سکیورٹی ہسپتال گوجرانوالہ میں مریضوں کے علاج معالجہ کی سہولیات کے لئے درج ذیل شعبہ جات کام کر رہے ہیں۔

1۔	آئی سی یو	2۔	ایمرجنسی
3۔	شعبہ میڈیکل	4۔	شعبہ سرجری
5۔	شعبہ زچہ بچہ	6۔	شعبہ ہڈی جوڑ
7۔	شعبہ ناک کان گلہ	8۔	شعبہ لیبارٹری
9۔	شعبہ برائے نوزائیدگان	10۔	شعبہ آنکھ
11۔	شعبہ جلدی امراض	12۔	شعبہ ریڈیالوجی
13۔	شعبہ ذہنی امراض	14۔	شعبہ برائے امراض سینہ
15۔	شعبہ برائے دندان	16۔	شعبہ برائے بچگان
17۔	شعبہ فزیوتھراپی	18۔	شعبہ امراض دل
19۔	شعبہ گردہ مثانہ	20۔	آپریشن تھیٹر

(ہ) سوشل سکیورٹی ہسپتال گوجرانوالہ میں مندرجہ ذیل سہولیات / شعبہ جات موجود نہ ہیں:

1۔ سی سی یو (کارڈیالوجی کے تمام مریض سوشل سکیورٹی رحمت اللعالمین ہسپتال لاہور ریفر کئے جاتے ہیں جو 60 بستروں پر مشتمل ہے)

2۔ نیوروسرجری

3۔ آنکالوجی (کینسر)

4۔ ڈائیلسز سنٹر

ہسپتال ہذا اور ڈسپنسریوں میں جو شعبہ جات اور سہولیات موجود نہ ہیں محکمہ کے سالانہ بجٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے ان نئے شعبہ جات کے قیام کی منصوبہ بندی کی جاتی ہے۔

پٹرول پمپس اور سی این جی سٹیشنز کی چیکنگ سے متعلقہ تفصیلات

*5484: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لیبر ڈیپارٹمنٹ نے پٹرول پمپس اور سی این جی سٹیشنز کی چیکنگ کے لئے پنجاب کے اضلاع کو مختلف کیٹیگریز میں تقسیم کیا ہوا ہے اگر درست ہے تو پنجاب کے کون سے اضلاع کس کیٹیگری میں آتے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اکثر پٹرول پمپس اور سی این جی سٹیشنز مالکان مقررہ پیمانہ سے کم پٹرولیم مصنوعات مہیا کرتے ہیں؟

(ج) کیا چیکنگ ٹیم صرف پیمانہ ہی چیک کرتی ہے یا پیمانہ کے ساتھ کوالٹی کو بھی چیک کیا جاتا ہے؟

(د) ضلع گوجرانوالہ میں قائم مذکورہ پٹرول پمپس اور سی این جی سٹیشنز کو جنوری 2014 سے آج تک کتنی مرتبہ چیک کیا گیا، ان میں سے کتنے پٹرول پمپس اور سی این جی سٹیشنز کے خلاف کم پیمانہ یا غیر معیاری ملاوٹ شدہ پٹرولیم مصنوعات بیچنے پر کیا کارروائی عمل میں لائی گئی، معزز ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) یہ درست نہ ہے جبکہ لیبر ڈیپارٹمنٹ نے پنجاب کے اضلاع کو قائم شدہ صنعتوں کے حوالے سے کیٹیگری (اے وبی) میں تقسیم کیا ہوا ہے لاہور، گوجرانوالہ، راولپنڈی، ملتان، فیصل آباد، قصور، شیخوپورہ، گجرات اور سیالکوٹ کیٹیگری اے میں آتے ہیں ان کے علاوہ اوکاڑہ، ساہیوال، بہاولپور، جھنگ، سرگودھا، ڈی جی خان، اٹک، مظفر گڑھ، رحیم یار خان، جہلم، ننکانہ صاحب، خانیوال، وہاڑی، لودھراں، پاکپتن، بہاولنگر، راجن پور، لیہ، میانوالی، خوشاب، بھکر، ٹوبہ ٹیک سنگھ، نارووال، منڈی بہاؤالدین، حافظ آباد، چکوال اور چنیوٹ کیٹیگری (بی) میں آتے ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ اکثر پٹرول پمپس اور سی این جی سٹیشنز مالکان مقررہ پیمانہ سے کم پٹرولیم مصنوعات مہیا کرتے ہیں دوران معائنہ جن مالکان کے پٹرول پمپ اور سی این جی سٹیشن کا پیمانہ کم ہوتا ہے اُسے سیل کر دیا جاتا ہے اور چالان متعلقہ عدالت کو بھیج دیئے جاتے ہیں جو مالکان کو جرمانہ کرتی ہیں۔ جنوری 2014 سے آج تک پنجاب میں 72309 پٹرول پمپ اور سی این جی سٹیشنز چیک کئے گئے اور پیمانہ کم ہونے پر 4559 چالان کئے گئے جس پر عدالت کی طرف سے انہیں۔/51,20,400 روپے جرمانہ کیا گیا۔

(ج) لیبر ڈیپارٹمنٹ کی ٹیم صرف پٹرول پمپس اور سی این جی سٹیشنز کا پیمانہ چیک کرتی ہے۔ کوالٹی چیک کرنے کے اختیارات محکمہ محنت کے پاس نہ ہیں۔

(د) ضلع گوجرانوالہ میں قائم کردہ پٹرول پمپس کی تعداد 140 ہیں جو کہ جنوری2014 سے 17۔فروری2015 تک چودہ مرتبہ چیک کئے گئے اور سی این جی سٹیشنز کی تعداد102 ہے جو کہ بوجہ گیس لوڈشیڈنگ صرف ایک مرتبہ چیک کئے گئے ہیں۔ ان میں پیمانہ کم ہونے پر 92 چالان کئے گئے اور متعلقہ عدالت نے7,66,000 روپے جرمانہ عائد کیا گیا۔
مزید برآں پٹرولیم مصنوعات کا معیار چیک کرنا محکمہ ہذا کے دائرہ اختیار میں نہ ہے۔

فیصل آباد: محکمہ محنت میں ہسپتال سے متعلقہ تفصیلات

*5679: میاں طاہر: کیا وزیر محنت وانسانی وسائل ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ محنت کے زیر انتظام ضلع فیصل آباد میں کتنے ہسپتال کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان ہسپتالوں میں کون کون سی missing facilities ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان ہسپتالوں میں missing facilities فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ادارہ سماجی تحفظ کے تحت ضلع فیصل آباد میں تحفظ یافتہ مریض کارکنان اور ان کے لواحقین کو مفت طبی سہولیات مہیا کرنے کے لئے دو ہسپتال کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام ہسپتال	پتاجات	بستروں کی تعداد
01	سوشل سکیورٹی ہسپتال مدینہ ٹاؤن	مدینہ ٹاؤن، سوساں روڈ، فیصل آباد	300
02	سوشل سکیورٹی منی ہسپتال	بلاک نمبر06، جوہر آباد، جڑانوالہ	25

(ب) سوشل سکیورٹی ہسپتال مدینہ ٹاؤن فیصل آباد ایک سیکنڈری کیئر ہسپتال ہے۔ اس میں سیکنڈری کیئر کے مطابق تمام شعبہ جات موجود ہیں اور بہترین طریقے سے کام کر رہے ہیں۔ وہ شعبہ جات (نیوروسرجری اور کارڈیک سرجری) جو ہسپتال ہذا میں موجود نہیں ہیں کے مریضوں کو ضرورت کے مطابق الائیڈ ہسپتال فیصل آباد، سول ہسپتال فیصل آباد اور نواز شریف سوشل سکیورٹی ہسپتال لاہور میں refer کر دیا جاتا ہے۔

سوشل سکیورٹی ہسپتال، جڑانوالہ ایک منی ہسپتال ہے اور یہاں صرف مائنر پروسیجرز ہی کئے جاتے ہیں جبکہ میجر پروسیجرز کے لئے مریضوں کو سوشل سکیورٹی ہسپتال مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد میں refer کر دیا جاتا ہے۔

(ج) ضلع فیصل آباد میں موجود سوشل سکیورٹی ہسپتال اپنے وسائل کے مطابق بہترین طریقہ سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور ادارہ ہذا وقت اور ضرورت کے مطابق ان ہسپتالوں میں موجود سہولیات میں مزید بہتری کے لئے کوشاں ہے۔ اس ضمن میں امسال 120 بستروں پر مشتمل میٹرنل، نیو بارن اینڈ چائلڈ ہیلتھ سنٹر کے قیام کی منظوری دی گئی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، شاہ صاحب!

پاکپتن میں زمینداروں کے ٹیوب ویلوں کے ٹرانسفارمر چوری کرنے والوں کے خلاف قانونی کارروائی کا مطالبہ

(---جاری)

جناب احمد شاہ کھگہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بڑے بھائی محترم کرنل شجاع خانزادہ صاحب بھی آج تشریف لائے ہیں۔ میں نے پہلے بھی request کی تھی کہ نہ صرف میرے حلقہ بلکہ پورے ضلع پاکپتن میں ٹرانسفارمر چوری ہو رہے ہیں۔ وہاں پر مشکلات یہ ہیں کہ ٹرانسفارمر چوری کرنے کی ایف آئی آر تھانے والے درج نہیں کرتے جبکہ وہ لوگ جو چوری کرتے ہیں وہ اس سے تاریں نکال کر چار پانچ ہزار روپے میں بیچ دیتے ہیں۔ زمیندار کو جب دوبارہ ٹرانسفارمر لینا پڑتا ہے یا نیا بنوائے تو پچاس ساٹھ ہزار روپیہ اس پر خرچ آتا ہے۔ اگر وہ متعلقہ محکمہ کے پاس جائے تو وہ کہتے ہیں کہ ایف آئی آر کٹوا کر اس کی نقل لے آئیں۔ اب رکاوٹ یہ ہے کہ ایف آئی آرز درج نہیں کی جا رہیں جبکہ اس کی وجہ سے زمینداروں کو اس چیز کا بڑا نقصان ہو رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس کی ایف آئی آر فوری درج کی جائے کیونکہ یہ ایک genuine معاملہ ہے تاکہ زمیندار کو محکمہ سے اپنا ٹرانسفارمر مل جائے۔ ٹرانسفارمر نہ ہونے سے ٹیوب ویل بھی بند ہو جاتے ہیں اور جب وہ تھانے جاتے ہیں تو دس

پندرہ ہزار روپے دوپھر تمہاری ایف آئی آر کاٹتے ہیں۔ یہ بہت سادہ سا کام ہے۔ پورے پنجاب کی سطح پر اس پر ایکشن ہونا چاہئے اور خصوصاً میرے حلقہ میں بہت سارے کیس ہیں جن کی وجہ سے لوگ پریشانی کا باعث ہیں۔ اس پر معزز منسٹر مہربانی فرمائیں اور کوئی طریق کار بنائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! معزز ممبر نے جو بات کی ہے بالکل صحیح کی ہے۔ آج کل رورل علاقوں میں ٹرانسفارمر چوری کئے جاتے ہیں جن میں سے کوائل نکالی جاتی ہے۔ واپڈا اس وقت تک ٹرانسفارمر replace نہیں کرتا جب تک کہ اس کی ایف آئی آر درج نہ ہو۔ جتنے بھی تھانے ہیں وہ ایف آئی آر درج کرنے کے لئے تقریباً reluctant ہوتے ہیں۔ معزز ممبر نے یہ بات آج on the floor of the House لائی ہے تو میں آج ہی آئی جی سے یہ بات discuss کروں گا تاکہ ہم اس کا کوئی لائحہ عمل نکالیں۔ اس قسم کی جب واردات ہوتی ہے تو پولیس والے خود جائیں اور اس کو دیکھیں۔ اگر موقع پر انہوں نے دیکھا ہے کہ ٹرانسفارمر کا outer casing باہر پڑا ہے اور کوائل نکالی گئی ہے تو automatically اس کی ایف آئی آر پولیس والے درج کر دیں تو لوگوں کو بڑی آسانی ہو گی۔ یقیناً اس چیز سے زمینداروں کو خاص کر بڑی پریشانی ہوتی ہے۔ یہ بالکل جائز بات ہے اور میں اس پر انشاء اللہ ایکشن لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کرنل صاحب! یہ بالکل جائز بات ہے۔ آپ اس کو assure کروائیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: بہت مہربانی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، امجد صاحب!

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تجاوزات کی بھرمار

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اندر تجاوزات کی بھرمار ہے۔ ہم نے جب کوشش کی اور مقامی افسران سے کہا کہ آپ اس معاملہ کو take up کریں تو ان کا کہنا تھا کہ پولیس ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرتی اور ہمیں عملہ نہیں دیا جاتا۔ میں ڈی پی او سے خود ملا اور گزارش کی کہ یہاں پر دن بدن زمینوں پر قبضے ہو رہے ہیں۔ اگر انتظامی محکمے ساتھ نہیں دیں گے تو قبضہ مافیا کو روکنا ممکن نہیں ہو گا۔ انہوں نے مجھے اور کہانی سنائی جو میں یہاں بیان نہیں کرنا چاہتا۔ اس میں

ایک واقعہ یہ ہوا کہ محکمہ مال کا عملہ ایک جگہ encroachment روکنے کے لئے گیا اور انہوں نے ناجائز قابضین و قبضہ گروپ کو روکنے کی کوشش کی تو انہیں وہاں اچھی طرح مارا پیٹا گیا۔ اس کے بعد جب جناب اے سی نے لکھ کر بھیجا کہ ان کے خلاف ایف آئی آر درج کی جائے تو ایس ایچ او نے ایف آئی آر درج کرنے سے انکار کر دیا۔ مجھے انہوں نے بتایا تو میں نے جناب ڈی پی او کو پھر گزارش کی اور ڈی ایس پی کو کہا کہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ اگر state functionaries کے ساتھ یہ ہو گا تو پھر یہ نظام کیسے چلے گا تو مہربانی کر کے اس کی کوئی direction جاری کریں کہ جہاں State function کا معاملہ ہو تو وہاں پر reluctant نہ ہوا جائے وہاں فوری ایکشن لیا جائے ورنہ یہ معاملات رکیں گے نہیں اور دن بدن لوگوں کا حوصلہ ختم ہو جائے گا اور جیسا کہ سانحہ یوحنا آباد اسی کا شاخسانہ ہے۔ جب آپ State function کو تحفظ نہیں دیتے تو پھر ان کے ساتھ یہ معاملات ہوتے ہیں۔

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! میں اس پر تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں اس پر already SOP's ہیں اگر کہیں encroachment ہٹانی ہوتی ہے تو ڈسٹرکٹ اور تحصیل level پر کس کی کیا responsibility ہوتی ہے؟ اس قسم کی encroachment جب بڑھتی رہتی ہیں تو پہلے ڈی سی او کو confidence میں لیا جاتا ہے یا تحصیل کے اے سی کو confidence میں لیا جاتا ہے، ٹی ایم او کو confidence میں لیا جاتا ہے وہ پوری ایک ٹیم بنتی ہے وہ ٹیم مل کر جاتی ہے اور وہاں سے encroachment ہٹاتی ہے۔ یہ مجھے پتا نہیں ہے کہ یہ واقعہ isolation میں کیوں ہوا ہے کہ یہاں پر پولیس نے تعاون نہیں کیا لیکن جو SOP's ہیں اس پر میں معزز ممبر سے request کروں گا کہ اگر میرے ساتھ بات کر کے مجھے specifically یہ بتا دیں کہ کدھر یہ واقعہ ہوا تھا میں وہ check بھی کر لوں گا؟ اس قسم کی جتنی بھی تجاوزات ہم دور کرتے ہیں ان کی SOP's ہوتی ہیں اور اس وقت ان پر پورے پنجاب میں عمل ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ محترم منسٹر کے ساتھ بیٹھ کر بات کر لیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! محترم منسٹر نے یہ کہا تھا کہ 15۔ فروری سے اسلحہ لائسنس جاری ہونا شروع ہو جائیں گے آپ آج تاریخ دیکھ لیں ابھی تک وہ جاری ہونا شروع نہیں ہوئے۔

وزیر تحفظ ماحول / داخلہ (کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ): جناب سپیکر! بالکل ہمارا ایسی پلان تھا لیکن جتنے پرانے لائسنس ہیں جو کہ already نادرا میں submit ہو چکے ہیں ان کی تعداد اتنی ہو گئی تھی کہ نادرا کی جو capacity ہے جو کہ بڑھانا چاہتے تھے وہ کم ہو گئی ہے اس لئے اس کو ہم نے تھوڑا delay کر

دیا ہے للہذا ابھی تک نادرا پرانے جتنے لائسنس ہیں وہی register کر رہا ہے جونہی یہ ختم ہوں گے اس کے بعد ہم لائسنس issue کرنے کی نئی date دے دیں گے۔ جہاں تک security companies, schools and other institutions ہیں ان کے لئے جناب ڈی سی او لائسنس issue کر رہے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی جناب امجد علی جاوید نے تجاوزات کے حوالے سے بات کی ہے اور انہوں نے تو گول مول بات کر دی ہے میں اس کی نشاندہی کرتا ہوں۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر کا جو مین بازار ہے اس کے دونوں اطراف میں بڑے antique قسم کے فٹ پاتھ آٹھ فٹ اُدھر آٹھ فٹ اِدھر جو کہ چھتے ہوئے تھے، اس مین بازار کے دکانداروں نے اس فٹ پاتھ کو آٹھ فٹ اُدھر اور آٹھ فٹ اِدھر تقریباً سولہ فٹ مین روڈ کو rob کر کے اپنی دکانوں میں شامل کر لیا ہے۔ میں نے اس پر بھی تحریک التوائے کار دی ہے لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ یہ encroachment انتظامیہ کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ اسی طرح چالیس چالیس اور پینتالیس مربعوں پر ناجائز قابض لوگ بیٹھے ہیں۔ میں نے محترم وزیر اعلیٰ سے directive حاصل کیا، انہوں نے قبضہ گروپ کے خلاف ایکشن لینے کا بھی لکھا لیکن کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ محکمہ مال کی کتی اور ریونیو بورڈ محکمہ مال کی کتی چوروں کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ جب تک یہ چوروں کے ساتھ ملے رہیں گے تب تک یہ ناجائز قبضے نہیں چھڑوائے جا سکتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! میں اس پر گزارش کروں کہ راجن پور میں بھی کافی زمینوں پر اس طرح قبضہ تھا۔ محترم وزیر اعلیٰ نے وہاں سے اس کو start کیا ہے وہاں پر جتنے بھی بڑے سردار تھے یا جو بھی پچاس پچاس اور ساٹھ ساٹھ سال سے قابضین تھے ان کے خلاف ایکشن شروع ہو چکا ہے۔ جہاں تک میرے نوٹس میں ہے کہ پورے پنجاب میں آئی جی اور چیف سیکرٹری کی سربراہی میں کمیٹی بنا دی گئی ہے، راجن پور کے آپریشن کے بعد پورے پنجاب میں محترم وزیر اعلیٰ ناجائز قبضہ واگزار کروانے کے اقدامات کر رہے ہیں تو آپ ان کے نوٹس میں لائیں پھر ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھی آپریشن ہوگا اور ناجائز قابضین سے زمین واگزار کروائی جائے گی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ بات انتظامیہ کے نوٹس میں لا چکا ہوں اور اسمبلی کے floor پر بھی کہہ چکا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! کرنل صاحب نے اس کو note کر لیا ہے۔ وہ یہاں پر موجود ہیں تو اس پر وہ ایکشن بھی لیں گے۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: خواجہ محمد منشاء اللہ بٹ مجلس قائمہ برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون پنجاب سوشل پروڈکشن اتھارٹی 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

خواجہ محمد منشاء اللہ بٹ: جناب سپیکر! میں

"پنجاب سوشل پروڈکشن اتھارٹی بل 2015 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت شروع ہوتا ہے پہلی تحریک التوائے کار نمبر 178 سردار وقاص حسن موکل، چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔ شاہ صاحب! سردار شہاب الدین خان اور سردار وقاص حسن موکل کدھر ہیں کل تو بڑا یہاں پر منسٹر صاحبان کے بارے میں کہہ رہے تھے۔ اب منسٹر صاحبان تو حاضر ہیں وہ خود ہی آج حاضر نہیں ہیں؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! وہ تھوڑا late ہو گئے ہیں لیکن آج ماشاء اللہ ایوان بڑا اچھا لگ رہا ہے جس پر میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب!آپ کی بات ٹھیک ہے۔ کل محترم منسٹر یہاں پر موجود نہیں تھے جس کی انہوں نے نشاندہی کی تھی لیکن آج ان کو بھی یہاں پر حاضر ہونا چاہئے تھا۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں اس بات پر آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔ آج معزز وزراء آئے ہیں تو مسئلے حل ہو رہے ہیں جیسا کہ میں نے اپنا مسئلہ پیش کیا ہے تو کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ صاحب نے فوری طور پر آرڈر کیا ہے۔ آج ایوان ماشاء اللہ بڑا اچھا لگ رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محرک موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 179 چودھری عامر سلطان چیمہ، سردار وقاص حسن موکل، محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 180 جناب امجد علی جاوید صاحب کی ہے وہ اسے پڑھیں۔

پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے زیر انتظام ہونے والے پنجم اور ہشتم کے سالانہ امتحانات میں متعدد اغلاط اور بد نظمی کا انکشاف

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 11۔ مارچ2015 کی خبر کے مطابق صوبہ بھر میں آٹھویں جماعت کے پرچوں کی مارکنگ روک دی گئی۔ پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کی طرف سے اردو، اسلامیات کی جوابی کاپی KEY نہ ملنے کی وجہ سے مارکنگ روکی گئی ہے۔ تفصیلات کے مطابق پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے زیر انتظام پنجم اور ہشتم کے سالانہ امتحانات میں متعدد اغلاط اور بد نظمی ہوئی لیکن جیسے ہی مارکنگ کا کام شروع ہوا ایک تو میڈیا کا مارکنگ سنٹروں میں داخلہ روک دیا گیا اور دوسرا مارکنگ سنٹروں میں تعینات عملے کو مارکنگ بھی روکنا پڑ گئی کیونکہ پہلے تو انگلش کے پرچے کی جوابی KEY ہی غلط بھیج دی اور اب اردو اور اسلامیات کے پرچوں کی جوابی KEY ابھی تک فراہم نہیں کی گئی جس کی وجہ سے مارکنگ نہیں ہو رہی۔ سیکرٹری ایجوکیشن پنجاب نے پنجاب ایگزامینیشن کمیشن کے امتحانی نظام میں بد نظمی کو تسلیم کرتے ہوئے پنجم، ہشتم کے تمام طلباء کو پاس کرنے کی یقین دہانی کروا دی ہے۔ نااہل منتظمین کی وجہ سے نہ صرف بچوں کے مستقبل سے کھلواڑ ہو رہا ہے بلکہ سرکاری خزانے کا کروڑوں روپیہ جو اس نظام کو چلانے کے لئے خرچ کیا جا رہا ہے وہ ضائع ہو رہا ہے۔ اس صورتحال سے بچوں، والدین اور عوامی حلقوں میں

شدید بے چینی، شدید اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 181 اور 188 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے ان کی طرف سے request آئی ہوئی ہے لہٰذا ان کی یہ دونوں تحاریک pending کر دی جائیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 191 محترمہ خدیجہ عمر، جناب احمد شاہ کھگہ اور سردار محمد آصف خان نکئی کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

صوبہ میں بھکاریوں کی تعداد میں مسلسل اضافہ

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جہان پاکستان" مورخہ 13۔مارچ 2015 کی خبر کے مطابق صوبہ بھر میں گزشتہ پانچ سالوں میں بھکاریوں کی تعداد میں 60 فیصد تک اضافہ ہو گیا ہے۔ اس اضافے کی وجہ بیروزگاری، افلاس اور غربت کے علاوہ بھکاریوں میں پایا جانے والا بھکاری پن کا پیشہ بھی ہے۔ "جہان پاکستان" سروے کے مطابق پنجاب میں لاہور، فیصل آباد، ملتان، راولپنڈی اور گوجرانوالہ میں ایک ہزار سے زائد ایسے چوراہے اور سڑکیں ہیں جہاں پروفیشنل بھکاریوں نے اپنے مستقل ٹھکانے بنا رکھے ہیں۔ یہ ٹھکانے باقاعدہ طور پر ایک دوسرے کو فروخت کئے جاتے ہیں، کسی نئے بھکاری کو اپنے ٹھکانے پر کھڑا نہیں ہونے دیا جاتا، خواتین بھکاریوں کے لئے باقاعدہ طور پر کرائے پر بچے دستیاب ہوتے ہیں، گود میں اٹھانے کے لئے ایک بچے کا روزانہ کا کرایہ 500 سے 2000 تک ہوتا ہے۔ بھکاریوں کے بعض گروہ چھوٹے بچوں کو اغواء کر کے معذور بنا دیتے ہیں اور پھر ان معذور بچوں کو دوسرے گروہوں کے آگے بیچ دیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صرف صوبہ پنجاب میں ہر سال تین سے چار ہزار تک بچے اغواء کر لئے جاتے ہیں۔ گزشتہ پانچ سالوں میں بھکاریوں میں ایک نیا رجحان دیکھنے کو ملا ہے لیکن بھکاری پن کے خاتمے کے ذمہ دار ادارے کوئی کردار انجام نہیں دے رہے بلکہ مبینہ طور پر کچھ اہلکاران کی پشت پناہی بھی کرتے ہیں۔ بھکاریوں کے روپ میں بہت ساری وارداتیں بھی ہو رہی ہیں، عوام کو اس لعنت سے بچانے کے

لئے حکومت کو خاطر خواہ اقدامات کی ضرورت ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کرنے کی استدعا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔ وہ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ گلناز شہزادی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ابھی ہمارے ایک معزز ممبر نے یہاں پر پنجاب ایجوکیشن کمیشن کے reference سے بات کی تو میں یہ بتانا چاہوں گی کہ کل اس کا result declare ہو چکا ہے اور ماشاء اللہ ہمارے گورنمنٹ سیکٹر کے ایک student نے آٹھویں کلاس میں پنجاب میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے جو بہت بڑی achievement ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ماشاء اللہ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ mismanagement کی بات ہے تو اگر انہوں نے highlight کیا ہے تو it's a human nature کہ کہیں پر کچھ نہ کچھ غلطیاں رہ جاتی ہیں بہر حال overall بہت اچھا conduct ہوا اور جو بچہ fail ہے اس کو fail declare کیا گیا ہے۔ آپ کل کا result check کر سکتے ہیں مگر ایسا کوئی ensure نہیں کیا گیا کہ سارے students کو پاس کر دیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ جائے گا۔ اگلی تحریک التوائے کار چودھری عامر سلطان چیمہ اور محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 196 جناب امجد علی جاوید صاحب کی ہے۔

پنجاب کے گورنمنٹ کامرس کالجز کے کنٹریکٹ ملازمین کو تنخواہوں کی عدم ادائیگی

جناب امجد علی جاوید: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 14۔ مارچ 2015 کی خبر کے مطابق اڑھائی ماہ سے تنخواہ نہ ملنے پر کامرس کالجز کے کنٹریکٹ اساتذہ کا احتجاج کا اعلان۔ تفصیلات کے مطابق پنجاب کے 118 گورنمنٹ کامرس کالجز کے 866 کنٹریکٹ لیکچرارز اور نان گزیٹڈ ملازمین نے 16۔ مارچ سے احتجاج کا اعلان کر دیا۔ وزیراعلیٰ پنجاب کی منظوری کے باوجود گزشتہ گیارہ برسوں سے گورنمنٹ کامرس کالجز میں کام کرنے والے کنٹریکٹ لیکچرارز و ملازمین پر کنٹریکٹ پالیسی 2004 لاگو ہو سکی اور نہ ہی تنخواہوں کے ادا کرنے کا طریق کار طے ہو سکا۔ گزشتہ تین برسوں سے حکومتی بجٹ میں اعلان کردہ اضافہ بھی ان کنٹریکٹ ملازمین کی تنخواہوں میں نہیں ہو سکا اور ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کنٹریکٹ ملازمین کو کنوینس الاؤنس، میڈیکل الاؤنس، ہاؤس رینٹ، سوشل سکیورٹی الاؤنس اور ہارڈ ایریا الاؤنس وغیرہ بھی نہیں دیئے جا رہے جس کی وجہ سے ان 118 کامرس کالجز کے اساتذہ اور ملازمین کو ان کے سکیل سے نصف تنخواہ دی جا رہی تھی۔ اب ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے مزید ظلم یہ کیا جا رہا ہے کہ گزشتہ اڑھائی ماہ سے وہ آدھی تنخواہ جن سے ان کا چولہا جل رہا تھا وہ بھی ادا نہیں کی جا رہی جس کی وجہ سے اساتذہ سڑکوں پر آنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ اساتذہ کے احتجاج کے اعلان سے طلباء جن کا سالانہ امتحان سر پر ہے ان کا قیمتی سال ضائع ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے جس سے طلباء اور ان کے والدین میں سخت بے چینی اور غصہ پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو بھی pending کرنے کی استدعا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 197 میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔

ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال گجرات کے ایم ایس کا سیاسی مداخلت پر تبادلہ

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جذبہ" مورخہ 27۔فروری 2015 کی خبر کے مطابق پچھلے چار سالوں سے سیاسی بنیاد پر ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال گجرات میں تعینات ہونے والے ہر ایم ایس تبدیل، ضلعی انتظامیہ کے خلاف پی ایم اے گجرات کے ہمراہ شہریوں کا شدید احتجاج۔ تفصیلات کے مطابق ڈاکٹر ایسوسی ایشن ڈسٹرکٹ گجرات نے گورنمنٹ عزیز بھٹی شہید ہسپتال میں ایم ایس ڈاکٹر میاں واجد کو سیاسی مداخلت پر تبدیل کرنے کے خلاف گجرات پریس کلب کے باہر پُرامن احتجاج کیا۔ گجرات پریس کلب میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے پی ایم اے کے ضلعی صدر ڈاکٹر مقصود زاہد نے کہا کہ کسی بھی سرکاری ادارے کے ہیڈ کو مروجہ آئین و قانون اور طریق کار کے تحت ہٹایا جاتا ہے مگر گجرات میں تمام قوانین کو پس پشت ڈالتے ہوئے سیاسی لیڈران کو خوش کرنے کے لئے دیانتدار اور بگڑے معاملات کو درست کرنے والے ایم ایس کو ہٹا دیا گیا جس کی ہم ہرگز اجازت نہیں دیں گے کیونکہ سیاسی مداخلت بند ہونے سے ہی علاج معالجے کی صورتحال بہتر ہو سکتی ہے۔ایسے فیصلے میرٹ پر کئے جانے چاہئیں۔ڈی سی او گجرات کا احترام اپنی جگہ لیکن جب تک تبادلہ منسوخ نہیں کیا جاتا ڈاکٹر پُرامن احتجاج جاری رکھیں گے۔ انتظامیہ تبادلوں کی طرف توجہ مرکوز کرنے کی بجائے ادویات کی فراہمی اور ہسپتال میں مریضوں کی بہتر فلاح و بہبود کے لئے وسائل بروئے کار لائے کیونکہ چھ سال سے ٹیچنگ ہسپتال کا قیام عمل میں آ چکا ہے لیکن سیاسی مداخلت کی وجہ سے اس میں ایک بیڈ کا اضافہ بھی ممکن نہیں بنایا گیا حالانکہ وہاں اب بیڈز کو دُگنا ہو جانا چاہئے تھا۔ گورنمنٹ عزیز بھٹی شہید ہسپتال اور نواز شریف میڈیکل کالج کی سکیورٹی کو مسلسل نظرانداز کیا جا رہا ہے۔جب تک ان کے مطالبے پورے نہیں ہوتے سرکاری ہسپتال میں پُرامن احتجاج جاری رہے گا۔اس کے بعد بھی اگر کوئی action نہ لیا گیا تو پھر سرکاری ہسپتال کی ایمرجنسی سروسز اور پرائیویٹ ہسپتال بھی بند کر دیں گے۔ اگر پھر بھی حکومت نے کوئی action نہ لیا تو ضلع بھر کے تمام ٹی ایچ کیو ہسپتالوں، آر ایچ سیز اور بی ایچ یوز میں بھی ڈاکٹر کام کرنے بند کر دیں گے اور ان مراکز صحت کی ایمرجنسی اور آؤٹ ڈور میں مریضوں کو check نہیں کیا جائے گا۔ ضلعی ہیڈکوارٹر ہسپتال میں پچھلے تین چار سال سے ایم ایس کو مسلسل تبدیل کیا جا رہا ہے۔ ضلعی انتظامیہ کے نامناسب روّیہ کی وجہ سے نہ صرف ہسپتال ہذا کے ڈاکٹر و ملازمین میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے بلکہ ضلع بھر کے شہریوں میں سخت

غم وغصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ صورتحال اسمبلی کی فوری دخل اندازی کی متقاضی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ جب سے یہ ہڑتال شروع ہوئی ہے میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ strike تین چار ہفتے رہی پھر وہ معاملہ طے ہو گیا لیکن گزارش یہ ہے کہ جو کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور ٹیلی فون سے سنا کہ ڈنگہ میں واقعہ کے دوران ایک آدمی کو گولیاں لگیں جو بے چارہ شدید زخمی ہو گیا۔ جب وہ ہسپتال آیا تو وہاں اس کی کسی نے نہ سنی۔ وہ دو دن وہاں پر پڑا رہا پھر میو ہسپتال میں لایا گیا مگر آج تک وہ بے چارہ زندگی اور موت کی کشمکش میں ہے۔ میری صرف یہ گزارش ہے کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے ڈاکٹر صاحبان اگر ایمر جنسی بھی بند کر دیں اور strike پر چلے جائیں تو اس پر گورنمنٹ کو باقاعدہ کوئی پالیسی بنانی چاہئے۔ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال گجرات تین ہفتے بند رہا پھر جا کر اس کے معاملات طے پائے مگر لوگ کہاں پر جائیں گے اور غریب آدمی تو مر ہی جائے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترم پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کو next week تک کے لئے pending فرما دیں تو جواب منگوا لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: گوندل صاحب! آپ next week میں اس تحریک التوائے کار کا detailed جواب منگوائیں۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

قبل از بجٹ بحث

(۔۔۔جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ سالانہ بجٹ 16-2015 کے لئے ممبران سے بجٹ تجاویز لینے کی غرض سے مورخہ 27۔ مارچ 2015 کو وزیر خزانہ بحث کا آغاز کر چکے ہیں اور آج بھی pre-budget discussion جاری رہے گی۔ جو ممبران اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں اور جو ممبران اپنے نام نہیں بھجوا سکے وہ اپنے نام مجھے آج بھجوا دیں۔ جناب مناظر حسین رانجھا صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد حسّان

ریاض!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری محمد اشرف صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں محمد رفیق صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! آج بہت سارے مقررین نہیں ہیں تو براہِ مہربانی میاں صاحب کو ذرا ٹائم زیادہ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، بہت سارے مقررین اور بھی موجود ہیں۔ میاں صاحب! بسم اللہ کریں۔

میاں محمد رفیق: شکریہ۔ جناب سپیکر! Pre-budget discussion میں مجھے حیرت ہوتی ہے جب پانچ پانچ منٹ کا سندیسہ دیا جاتا ہے کہ پانچ منٹ ہی بات ہو گی تو اُس وقت میں پنجابی محاورہ کی طرح سوچتا ہوں کہ "گنجی کیا نہائے گی اور کیا نچوڑے گی" اور ایسی ہی صورتحال سالانہ بجٹ کی تقاریر میں بھی ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ بات شروع کر دیں تو آپ کی مہربانی ہو گی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جب پنجاب اسمبلی کا 1935 میں اجراء ہوا تو اُس وقت 35/40 ممبران ہوتے تھے اور اُس وقت چار دن بحث کے لئے مقرر تھے لیکن آج جب اس ایوان کے اندر 371 ممبران ہیں تو اِس وقت بھی چار دن ہی بحث کے لئے دیئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے بات تشنہ رہ جاتی ہے اور مکمل ہو نہیں سکتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ بات کریں۔ جی، آپ اصل موضوع پر آ جائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہر حال میں اپنی بات کو شروع کرتا ہوں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ندیم کامران صاحب! جب تک وزیر خزانہ صاحب نہیں آتے آپ ان کی تجاویز note کریں گے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں تعلیم سے شروع کرتا ہوں۔ میں قطعی طور پر rationalization, nationalization, allocation and reallocation کے ہمیشہ خلاف رہا ہوں۔ یہ ایسے ہے جیسے دو چار درزیوں میں مقابلہ ہوتا ہے اور کوئی کہتا ہے کہ سات میٹر میں تمہارا سوٹ بنا دوں گا، دوسرا کہتا ہے کہ میں چھ میٹر میں بنا دوں گا، تیسرا کہتا ہے کہ پانچ میٹر میں بنا دوں گا اور ایک کہتا ہے کہ میں تین میٹر میں بھی سوٹ بنا سکتا ہوں۔ بھئی کھینچ تان کر سٹاف دے کر 40 بچوں پر ایک ٹیچر اور 40 سے پھر 60 تک لے جاؤ پھر بھی ایک ہی ٹیچر۔ 60 طلباء پر دو ٹیچر، اسی طرح سے ملازمین کا بھی کوٹا کم کر کے یہ

ظلم کیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سارے پنجاب میں ہوا لیکن ٹوبہ ٹیک سنگھ میں خاص طور پر یہ ظلم ہوا ہے۔ جب تک آپ each teacher for each class نہیں مہیا کریں گے کوئی معیار حاصل نہیں کر سکتے اور یہی وجہ ہے کہ پبلک سیکٹر کے نظام تعلیم میں پرائیویٹ سیکٹر فروغ پا رہا ہے۔ یہ جان بوجھ کر میرے خیال میں ایسا ہو رہا ہے اور میں یہ گزارش کروں کہ میرے اپنے حلقہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں درکھانہ قانونگوئی ایک ایسا علاقہ ہے جو بلوچستان کی طرح scattered ہے اور میں نے ہمیشہ اسے بلوچستان ہی کہا ہے کہ میرے حلقہ میں ایک علاقہ بلوچستان جیسا ہے جہاں پر سڑکیں ہیں نہ دیگر سہولیات حتیٰ کہ سکولز بھی نہیں ہیں۔ یہ "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" کیسے ممکن ہو گا؟ "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" یہ لکھنے میں، باتیں کرنے میں اور اعلان کرنے میں تو ممکن ہو سکتا ہے لیکن عملی شکل نہیں ہو سکتی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی نہایت اچھی پالیسی تھی کہ ایجوکیٹرز کی بھرتی منصفانہ اور میرٹ پر ہو، دو تین چار دفعہ جتنی بھی بھرتیاں ہوئی ہیں، وہ میں نے میرٹ پر ہونے دی ہیں لیکن اس سال ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھرتی کے حوالے سے تحریک التوائے کار بھی دی ہے کہ وہاں پر processing میں بہت بڑی irregularities ہوئی ہیں۔ اگر میری تحریک التوائے کار نہ آتی تو وہاں پر بہت سارے گھپلے ہو سکتے تھے۔ اب میں اس پر چاہوں گا کہ اگر اچھے نتائج لینا چاہتے ہیں اور اچھا معیار پیدا کرنا چاہتے ہیں تو each teacher for each class کا تہیہ کیا جائے، مقرر کیا جائے اور provide کیا جائے تو پھر ہی یہ ممکن ہو گا۔ اس کے بغیر کم عرصہ میں یہ ہرگز ممکن نہیں ہو سکتا کہ ہم وہاں پر اچھا معیار پیدا کر سکیں وگرنہ "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" کا یہ خواب، خواب ہی رہے گا۔

جناب سپیکر! اب میں تھوڑا سا زراعت کی طرف آنا چاہوں گا کیونکہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور کہا جاتا ہے کہ کسان ریڑھ کی ہڈی ہے اور زراعت ریڑھ کی ہڈی ہے۔ یہ درست بات ہے کہ کسان اور زراعت ریڑھ کی ہڈی تو ہے لیکن جو توجہ دی گئی اور جو focus دیا گیا، وہ urbanization پر دیا گیا، صنعتکاروں کو دیا گیا اور ان کو incentives اور آسان شرائط یا مفت شرائط پر قرضے مہیا ہوتے تھے جبکہ کسان کو بھاری شرح سود پر قرضے ملتے ہیں جنہیں وہ ادا نہیں کر سکتے جس کی بناء پر وہ behind the bar چلا جاتا ہے اور ہمارا زراعت پیشہ طبقہ جس میں کسان ہے، مزدور ہے اور کھیت مزدور ہے۔ اگر زراعت میں ہم لوگ گنا پیدا نہ کر رہے ہوتے، ہم گندم پیدا نہ کر رہے ہوتے اور ہم کپاس پیدا نہ کر رہے ہوتے تو آپ یقین کریں کہ ہم کبھی کے اقتصادی طور پر ناکام ہو چکے ہوتے اور پاکستان ایک ناکام ریاست بن جاتی اس لئے میں چاہوں گا کہ زراعت پر زیادہ توجہ دی جائے، اس کی سپورٹ پرائس دی جائے۔

بھارت میں 32crops پر انہیں سپورٹ پرائس ملتی ہے جبکہ ہمارے ہاں صرف گندم کی سپورٹ پرائس ملتی ہے اور جب سپورٹ پرائس ملتی ہے تو فوراً ہی کھادوں کی قیمتیں بڑھا دی جاتی ہیں۔ In puts اور پیداواری اخراجات اتنے زیادہ ہیں کہ ہمارے کسان کو زمین کا ٹکڑا اسے جینے دیتا ہے اور نہ مرنے دیتا ہے جبکہ بھارت کے اندر 32 crops پر چھوٹے کسان کو سپورٹ پرائس ملتی ہے جبکہ in puts، پیداواری اخراجات بھی کم ہیں اور آمدنی زیادہ ہے تو وہاں کا کسان بہت خوشحال ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک نئی بات کا اضافہ کرنا چاہوں گا کہ پنجاب ایگریکلچرل ریسرچ بورڈ جو کسانوں کو funding بھی کرتا ہے، ٹیکنیکل اسسٹنٹس بھی دیتا ہے اور سائنٹیفک اسسٹنٹس بھی دیتا ہے۔ وہ لوگ چاہتے ہیں کہ اگر پنجاب کی حکومت اس matching grant میں share یا حصہ ڈال دے تو ہمارے جتنے بھی ادارے ہیں، ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ یا یونیورسٹیاں ہیں، ان کو بھی لوگ finance کر سکتے ہیں اس لئے میں یہ بھی چاہوں گا کہ اگر ہم نے زراعت کو پروموٹ کرنا ہے تو تمام فصلوں جن میں دالیں، فروٹ اور سبزیوں میں ہم نے خود کفالت حاصل کرنی ہے تو یہ سپورٹ پرائس مقرر کئے بغیر ممکن نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر! اگلی بات پانی کے متعلق کروں گا کہ ہمارا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ ایک brackish zone ہے، زیر زمین پانی کڑوا ہے اور ایل سی سی ایسٹ نہر کی ٹیل پر بیٹھے ہیں۔ میرے حلقے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے لوگ گیلے میں مرتے ہیں زندہ لاشوں پر سے پانی گزار کے یہ تریموں سدھنائی کینال جو کہ تین اضلاع کی تین تحصیلوں میں سے گزرتی ہے، واٹر لائننگ کے ذریعے دو دو، چار چار مربعوں کے مالک بھی مزدور کھیت بن چکے ہیں اور وہ لوگ دہاڑیاں کرنے پر مجبور ہیں۔ واٹر لائننگ اتنی ہے کہ نہ وہ فصل کاشت کر سکتے ہیں اور نہ وہ اس کو کاٹ سکتے ہیں لیکن آپ کے توسط سے میں ایوان بالا تک یہ باتیں پہنچانا چاہتا ہوں، اس معزز ایوان کو بھی، پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کو بھی اور وزیر اعلیٰ تک بھی۔ وزیر اعلیٰ نے 2012 میں اس کا directive دیا کہ اس کی لائننگ کر دی جائے۔ اس کا وژن دیکھیں کہ 1964 میں یہ نہر تریموں ہیڈ سے نکالی گئی اور سدھنائی ہیڈ میں ڈالی گئی اور سدھنائی ہیڈ سے آگے چار اضلاع کو پانی دیا گیا۔ وہ زیر زمین بنائی گئی جس کی ضرورت نہیں تھی، اس کی لائننگ کرنی تھی تو اس کی لائننگ کر دی گئی جبکہ---

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! wind up کریں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ نہر سدھنائی تریموں سے لنک کینال 1964 میں بنائی گئی جہاں پر log book میں لکھا گیا کہ اس کی لائننگ ہو گی، وژن نہیں تھا اس لئے اس وقت وسائل بھی اتنے زیادہ نہ تھے اور ضرورت بھی نہ تھی اور اس کی لائننگ نہ کی گئی۔ انگریزوں نے 1926 میں یہ حویلی لنک کینال بنائی، ان کا وژن اور ان کے دماغ کے پیچھے میں وژن تھا، وسائل نہ ہونے کے باوجود اس کی لائننگ کر دی گئی اور یہ تین اضلاع جن میں جھنگ، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور خانیوال کی تین تحصیلیں اور شورکوٹ شہر، ٹوبہ ٹیک سنگھ، پیر محل اور کمالیہ تحصیل جبکہ خانیوال کی تحصیل کبیر والا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ نہایت اہم بات ہے اور مجھے wind up تو کرنے دیں اور میں آخری بات کرنے لگا ہوں جو کہ بہت اہم ہے کہ لاکھوں لوگوں کی زندہ لاشوں کے اوپر سے پانی گزار کے آگے بھیجا جا رہا ہے تو kindly اس کی لائننگ نہیں کی جا رہی۔ آخری بات کی مجھے اجازت دے دیں کہ ایک دو منٹ میں کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ نے جو directive دیئے اس روڈ کے بھی دیئے، اس لائننگ کے لئے بھی دیئے اور جتنے بھی میرے directive ہیں وہ سات کلب اور آٹھ کلب پر ان کا پری دھان دے دیا جاتا ہے۔ میں ٹوبہ ٹیک سنگھ کا واحد ایم پی اے ہوں خاص طور پر اور سارے پنجاب میں بھی جن کو discretionary grant میں وہ لوگ گڑائیں گڑائیں کر رہے ہیں اور میں خالی بیٹھا ہوں، routine کی جو ڈویلپمنٹ ہے وہ مجھے بھی ملی لیکن وہ جو گڑائیں گڑائیں کرنے والی ڈویلپمنٹ ہے، وہ مجھے نہیں ملی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! وزیر اعلیٰ تو آپ سے پیار کرتے ہیں اور انہیں آپ۔۔۔

میاں محمد رفیق: پیار تو خالی پیار ہی کرتے ہیں اور۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ میاں صاحب! مزید اپنی تجاویز معزز منسٹر کو دے دیں۔ میاں محمد اسلام اسلم!۔۔۔ موجود نہیں ہیں، محترمہ حنا پرویز بٹ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سردار خالد محمود وارن۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب شہزاد منشی!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، محترمہ زیب النساء اعوان صاحبہ!

محترمہ زیب النساء اعوان: شکریہ۔ جناب سپیکر! کہ آپ نے مجھے pre-budget discussion پر بات کرنے کا موقع دیا۔ کچھ گزارشات ہیں جس طرح کہ ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف کی خصوصی توجہ تعلیم، صحت اور پانی پر ہے تو تحصیل تلہ گنگ میں میرا آبائی گاؤں ممدوٹ ہے جہاں پر مڈل سکول ہے جسے اپ گریڈ کر کے ہائی سکول کیا جائے کیونکہ وہاں پر بچوں اور بچیوں کی تعداد 200 سے زائد ہے۔ اس کے علاوہ وہاں پر تلہ گنگ سے ممدوٹ اور ممدوٹ سے چکوالیاں تک ایک روڈ ہے جو کہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے جس کی لمبائی 17 کلومیٹر پر محیط ہے اسے مرمت کیا جائے۔ راولپنڈی جھنڈا چیچی میں ایک گورنمنٹ شاہین گرلز ہائی سکول ہے جس کو اپ گریڈ کرنا مقصود ہے اور یہاں چار مزید کمروں کی ضرورت ہے۔ اس کو ہائی کیا جائے اُس کے علاوہ کھوٹہ میں ایک گاؤں ہے وہاں پر ایک پرائمری سکول ہے وہ 1929 میں بنا تھا اُس کو اپ گریڈ کر کے مڈل سکول کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے pre-budget discussion پر بولنے کا وقت دیا میں ایک شعر اس ایوان کی نذر کرتی ہوں۔

بقا کی فکر کرو خود ہی زندگی کے لئے
زمانہ کچھ نہیں کرتا کسی کے لئے
مزہ تو تب ہے اس راہ میں جلاؤ چراغ
جو ترسے ہے روشنی کے لئے

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جی، جناب احمد شاہ کھگہ!

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! بہت شکریہ وقت دینے کا اور میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرا حلقہ پی پی۔229 تقریباً دیہات پر مشتمل ہے اُس میں تین بڑے قصبے ہیں۔ جب میں اسمبلی میں ممبر بن کر آیا تو پہلے دن ہی میں نے ایک سوال بھیجا تھا کہ میرے حلقے میں کون سے اور کتنے ایسے گاؤں ہیں جن میں زیر زمین پینے والا پانی زہر آلودہ ہے۔ اُس سوال کے جواب میں محکمہ کی طرف سے جواب آیا تھا کہ تقریباً 20 یا 22 گاؤں ایسے ہیں جن کا زیر زمین پانی زہر آلودہ ہے اور وہ صحت کے لئے مضر ہے تو میں نے گزارش کی تھی کہ کم از کم اُن کو پینے کا پانی مہیا کیا جائے تو اُس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ میری ایک دفعہ پھر گزارش ہے کہ اس pre-budget میں چونکہ آپ نے ہمیں موقع دیا ہے تو مہربانی فرمائیں اور اس

کو خاص طور پر شامل کیا جائے وہ جو دریائے بیاس کے کنارے زہر آلودہ ہیں جہاں فیکٹریوں کا گندہ پانی ہے جس کی وجہ سے وہ زہر آلودہ ہوا ہے تو وہاں پلانٹ لگائے جائیں وہ تقریباً 22 گاؤں بنتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں تعلیم پر آنا چاہتا ہوں جیسا وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا بھی یہ منشور رہے کہ تعلیم عام کی جائے تو اس میں ہمیں بھی حصہ دیا جانا چاہئے چونکہ ہم بھی پاکستان کے شہری ہیں اور اس اسمبلی میں ووٹ لے کر آئے ہیں اور اپنے عوام کا اعتماد لے کر آئے ہیں۔ میرے حلقے میں تین بڑے قصبے ہیں ملکہ ہانس، نور پور اور چک شفیع، میں نے پہلے بھی بار ہا گزارش کی ہے کہ میٹرک کے بعد لوگوں کو ساہیوال آنے جانے میں تقریباً 60 کلو میٹر کا فاصلہ ہے، پاکپتن 50 کلو میٹر ہے اور عارف والا 50 کلو میٹر آنے جانے میں سفر بنتا ہے اور بہت سی میری بیٹیاں، میری بہنیں، میرے بھائی وہاں تعلیم برقرار نہیں رکھ سکتے تو اس بارے میں سابقہ دور حکومت آپ کا ہی تھا اُس میں چودھری جاوید صاحب نے ایک ڈائریکٹو بھی جاری کروایا تھا نور پور کے لئے تو وہاں کالج نہیں بن رہا۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ تینوں بڑے قصبے ہیں پورا علاقہ وہاں پڑھائی کی طرف جانے سے قاصر ہے اس لئے وہاں تینوں قصبات میں لڑکیوں اور لڑکوں کے لئے ڈگری کالج بنائے جائیں۔ اسی سال میں بے شک آپ سروے کروالیں اگر میری بات غلط ہو تو بے شک فنڈ نہ جاری کئے جائیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ان تین قصبوں کے لئے کالجز بے حد ضروری ہیں۔ میرے حلقہ میں بہت سارے ایسے سکول ہیں جن کی بلڈنگز تعمیر شدہ ہیں کوئی پانچ سال سے، کوئی دس سال سے لیکن وہاں اساتذہ نہیں ہیں۔ ایک یہ بھی اہم مسئلہ ہے اس پر بھی غور کیا جائے اور جو بلڈنگز بن گئی ہیں کافی عرصہ سے کھڑی ہیں اُن کو چالو حالت میں لایا جائے اس بارے میں بھی کوئی خصوصی شفقت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں کھیل کی طرف آتا ہوں یہ بھی وزیر اعلیٰ کا ایک بہت اچھا قدم ہے کہ کھیلیں زیادہ کروائی جائیں تاکہ تندرستی آئے تو میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں ایک بھی گراؤنڈ نہیں ہے اس لئے بچے کھیلنے سے بھی قاصر ہیں۔ وہ نشہ کے عادی ہو رہے ہیں اگر اُن کو پلے گراؤنڈز ملیں وہ فٹبال کھیلیں، کرکٹ کھیلیں، آپ یقین کریں اتنا talent ہے کہ وہاں سے لوگ کھیلوں میں آگے آسکتے ہیں میرے پورے حلقہ میں ایک گراؤنڈ نہیں ہے جبکہ وہاں گورنمنٹ کے رقبے پڑے ہیں، اوقاف کے رقبے پڑے ہیں اور خاص کر یہ جو میں نے چار پانچ قصبے گنوائے ہیں ان میں تو

لازمی چاہئے۔ملکہ ہانس کی ایک لاکھ آبادی ہے ،نور پور کی چالیس ہزار آبادی ہے ،چک شفیع کی تیس ہزار آبادی ہے اور اگر کھیل کو فروغ دینا ہے تو اس میں ہمارے حلقے کا بھی حق بنتا ہے وہاں بھی توجہ فرمائی جائے ،وہاں ہمیں کھیل کے میدان دیئے جائیں بے شک جہاں رقبہ نہیں ہے وہاں گورنمنٹ خرید کر دے سکتی ہے۔

جناب سپیکر!اس کے بعد میں نہری نظام کی طرف آتا ہوں نہری نظام ہمارے حلقے پاکپتن میں بلکہ پورے پنجاب میں ماشاء اللہ بڑا بہترین ہے بڑا پانی ہمیں ملتا ہے لیکن جب اُس کو لوگ راستے میں چوری کرتے ہیں اُس کو کٹ لگاتے ہیں تو پھر پانی ٹیلوں پر نہیں پہنچتا۔ میرا حلقہ تمام ٹیلوں پر آتا ہے اس میں دس ٹیلیں ہیں جن میں سے تین چار پر گورنمنٹ نے کام کیا ہے۔ میں نے پچھلی دفعہ یہاں ایوان میں بات اُٹھائی تھی انہوں نے ان کو پکا بھی کیا ہے اس پر میں اُن کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔اس کے علاوہ جو باقی ہیں اُن ٹیلوں کو اسی بجٹ میں پکا کیا جائے۔ایک جو بڑا مسئلہ ہے کہ وہاں کے جو موگے ہیں، ہمارے سادہ لوگ ہیں وہاں کے جو چھوٹے آفیسر ہیں جن کو ہم مستری بھی کہتے ہیں،وہ لوگوں کو ڈراتے ہیں کہ آپ کا موگہ جو ہے اُس کو چھوٹا کر رہے ہیں اس نام سے وہ پیسے لیتے ہیں جبکہ وہ اُس کو چھوٹا کر سکتے ہیں اور نہ ہی بڑا کر سکتے ہیں تو اس میں میری درخواست ہے کہ محکمہ کو ہدایت کی جائے کہ لوگوں کو ڈرایا نہ جائے اور وہاں ٹیلوں پر پانی پہنچایا جائے۔جہاں بھل صفائی کی ضرورت ہے اُس میں پیسے رکھے جائیں۔

جناب سپیکر!اس کے بعد میں سڑکوں کی طرف آتا ہوں جو ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں میرے ہمسائے اور بھی پاکپتن سے معزز ممبران ہیں وہ بھی اس بات کی تصدیق کریں گے کہ وہاں repairing کی مد میں کوئی پیسا نہیں دیا جارہا۔ میری گزارش ہے کہ جو پرانی سڑکیں وہاں بنی ہوئی ہیں ان کو repair کیا جائے اور سہولت کو آسان کیا جائے تاکہ ہمارے کسان کھیتوں سے فصلیں منڈی تک لا سکیں۔وہاں سڑکیں بہت ضروری ہیں اُس میں ایک گاؤں ہے کرتار پور سیروانہ وہاں سڑک کی بہت ضرورت ہے وہ تقریباً لنک کرتی ہے سکندر چوک روڈ اور نوشیر جگیانہ سے،اس کے درمیان 2 کلومیٹر کا فاصلہ ہے جبکہ لوگ اوپر سے جاتے ہیں جس کی وجہ سے انہیں تقریباً 15 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے۔وہ بڑا مشہور روڈ ہے اگر وہ اڑھائی کلومیٹر روڈ عنایت فرمادیں تو جناب کی نوازش ہوگی اور بھی بہت ساری سڑکیں ہیں جن میں مناسب سمجھیں تو فنڈ دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، wind up کریں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! اس کے بعد میں گیس کی فراہمی کی طرف آنا چاہتا ہوں اس کے بارے میں ایوان سے گزارش ہے کہ وہ وفاق کو سفارش کر دے کہ گیس ساہیوال روڈ سے پاکپتن جارہی ہے راستے میں ایک قصبہ نور پور سب تحصیل بھی ہے اور ملکہ ہانس بڑا قصبہ ہے اسی طرح ایک چانوٹ، ایک 20 ایس پی ہے، لوہاراں والی کھوئی ہے وہاں گیس کی فراہمی ہو جائے تو بہت سارے لوگ آپ کو دعائیں بھی دیں گے کیونکہ اس وقت ایندھن بھی نہیں ہے لکڑی ہم ویسے ہی ختم کر چکے ہیں اور اب یہ بھی ایک سلسلہ ہے اگر اس پر بھی نوازش ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! بہت شکریہ

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! صرف ایک بات رہ گئی ہے۔ اس کے بعد صرف گزارش یہ ہے کہ میرے حلقے میں جتنے بھی ہسپتال چل رہے ہیں۔ وہاں نگرانی کروائی جائے ادویات تو جاتی ہیں آیا صحیح تقسیم بھی ہو رہی ہیں یا نہیں؟ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ وہاں کسی کے ذمہ لگایا جائے، نگرانی کی جائے اور مفت ادویات دی جائیں۔ بہت مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ چنیوٹی صاحب! آپ تشریف لے آئے ہیں، بات کریں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے pre-budget discussion میں بات کرنے کی اجازت دی۔ **الحمد للہ وحدہ والصلاۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ**

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ کروڑوں روپے کی لاگت سے مختلف محکموں کی عمارتیں بنتی ہیں جب حکومتیں تبدیل ہوتی ہیں تو وہ تعمیراتی کام رُک جاتے ہیں اور عمارتیں کھنڈرات کی شکل اختیار کر جاتی ہیں جبکہ اس پر کروڑوں روپے لگ چکے ہوتے ہیں۔ حکومتی اور عوام کے پیسے کو بچانے کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ تمام نامکمل منصوبوں کو مکمل کروا کر ان کو functional کروایا جائے۔ ہر یونین کونسل level پر فلٹریشن پلانٹ لگانے کا اعلان ہوتا ہے، دعوے ہوتے ہیں لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے اور لوگ مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ہر یونین کونسل level پر فلٹریشن پلانٹ لگائے جائیں۔ TEVTA کے زیر اہتمام چنیوٹ میں ٹیکنیکل کالج بنانے کے لئے زمین خریدنے کے لئے پیسے مختص کئے گئے ہیں میری گزارش یہ ہے کہ اس کی تعمیر اور آلات کے لئے بھی پیسے مختص کئے جائیں۔ گزشتہ

سال جب سیلاب آیا تو دریائے چناب نے چنیوٹ کے دونوں اطراف بڑی تباہی مچائی۔ میری گزارش یہ ہے کہ میرے حلقے سے گزرنے والے دریا پر موضع ہسا شیخ سے لے کر بھوانہ تک دونوں اطراف میں پتھروں کا ایسا مضبوط بند بنایا جائے جس سے ساری زمینیں محفوظ ہو جائیں۔ اس وقت ہلکے درجے کا سیلاب آیا ہے ہمارے ایک دوست کی ڈیڑھ سو ایکڑ مکئی کی فصل تباہ ہو گئی ہے اور آلو کی فصل بھی تباہ ہو گئی ہے۔ میرا حلقہ زیادہ تر شہری ہے چار یونین کونسلز دیہاتی ہیں تو سیلاب سے جو سڑکیں متاثر ہوئی تھیں ان کے لئے الحمد للہ فنڈز جاری ہو گئے ہیں اور کام بھی شروع ہے لیکن شہری حلقہ میں سڑکیں بڑی مدت سے تباہ ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ ان کے لئے بھی ہمیں خصوصی پیکج دیا جائے۔

جناب سپیکر! تعلیم کی ضرورت و اہمیت سے کوئی بھی ذی شعور پہلو تہی اختیار نہیں کر سکتا لیکن جو فنڈز دیئے جاتے ہیں اس سے مشکل سے missing facilities پوری ہوتی ہیں۔ اخبارات سے پتا چلا ہے کہ اس سال پہلی کلاس سے تیسری کلاس تک نظام تعلیم اردو میڈیم کیا جا رہا ہے یہ تو ٹھیک ہے لیکن افسوسناک بات یہ ہے کہ پاکستان کو بنے ہوئے تقریباً 60 سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک ہم تجربات ہی سے گزر رہے ہیں۔ ہر سال نیا نصاب آتا ہے اور بجٹ ضائع ہوتا رہتا ہے لہٰذا ایسی کوئی جامع پالیسی بنائی جائے کہ ہمیں ہر سال اپنے نصاب کو تبدیل نہ کرنا پڑے۔ دہشت گردی کی وجہ سے اے کیٹیگری والے سکولوں کی دیواریں تو بلند ہو گئی ہیں لیکن جو سکول اے کیٹیگری سکول میں نہیں آتے تھے ان کی سرے سے چار دیواری ہی نہیں ہے جس سے پتا ہی نہیں چلتا کہ یہ سکول ہے یا کھیلنے والا گراؤنڈ ہے اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ چھوٹے سکولز جن کی چار دیواری نہیں ہے ان کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔ اسی طریقے سے اپ گریڈیشن کی اشد ضرورت ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس سال کم از کم پانچ بوائز سکول اور پانچ گرلز سکول کو اپ گریڈ کرنے کے لئے فنڈز مہیا کئے جائیں۔ میں نے سات سکولوں کے لئے وزیر اعلیٰ کو درخواست دی تھی اس پر ایک directive بھی جاری ہوا ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ اس پر عملدرآمد کرایا جائے۔

جناب سپیکر! ضلع چنیوٹ آلو، مکئی، مٹر، دھان اور گنا پیدا کرنے والا ایک اہم ضلع ہے مگر صورتحال یہ ہے کہ آلو تیار کرنے پر تین من کی بوری پر تقریباً چھ سات سو روپے کی لاگت آ رہی ہے آج آلو کی بوری دو سو روپے میں فروخت ہو رہی ہے۔ میری گزارش ہے کہ زمیندار اور محکمہ زراعت کے افسران کو بٹھا کر زراعت کے لئے ایک جامع پالیسی بنائی جائے۔ زمیندار جو پیسا لگاتے ہیں ان کو نفع نہیں

ملتا اور ان کو اپنا اصل زر بھی واپس نہیں ملتا لہٰذا ان کو نقصانات سے بچایا جائے۔ زرعی ادویات اور کھاد کو سستا کیا جائے۔ بجلی کے بلوں کو کم کیا جائے تاکہ زمینداروں کو اس کا فائدہ ہو سکے۔

جناب سپیکر! میں نے سنا ہے کہ PPI کی ایک رپورٹ کے مطابق اس سال پولٹری فارم والوں کو 30 کروڑ روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ پتا یہ چلا ہے کہ 27 روپے میں ایک چوزہ تیار ہوتا ہے لیکن ہیچری والے وہی چوزہ 60,60 روپے کا فروخت کر رہے ہیں۔ جب چوزہ اتنا مہنگا جائے گا تو ان کی تجوریاں تو بھر جائیں گی لیکن سارا بوجھ عوام کے اوپر پڑے گا۔ میرے علم میں یہ بات بھی آئی ہے کہ ضلع چنیوٹ کے لئے electronic games قائم کی جا رہی ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ وہاں ہمارے ضلع میں نوجوانوں کے کھیلوں کی پریکٹس کے لئے کوئی قابل ذکر گراؤنڈ ہی نہیں ہے صرف اِدھر اُدھر کوئی جگہ بنائی گئی ہے۔ وہاں صرف ہاکی کا چھوٹا سا سٹیڈیم ہے جس کو ٹی ایم اے چلا رہا ہے۔ وہاں پر multipurpose hall اور ایسے سٹیڈیم بنائے جائیں تاکہ ہمارے بچے اچھی خدمات دے سکیں۔

جناب سپیکر! میری آخری بات یہ ہے کہ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی خصوصی دلچسپی سے چنیوٹ کے خام لوہا کے لئے سروے ہو رہا ہے۔ پہلے سات مشینیں آئی تھیں اب پانچ مشینیں مزید آ رہی ہیں اور الحمدللہ کام جاری ہے۔ میری اللہ پاک سے بھی دعا ہے کہ ہمارے یہ ادارے جنہوں نے ٹائم دیا ہے کہ ہم اتنے مہینوں میں feasibility report تیار کر دیں گے۔ وہ اس میں کامیاب ہو جائیں اس طرح یہ منصوبہ پورے پاکستان کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے سنگ میل ثابت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مل جل کر کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین) اسلام زندہ باد، پاکستان پائندہ باد۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب ظفر اقبال!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ فائزہ احمد ملک: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک مسئلہ کی طرف مبذول کروانا چاہوں گی کہ آپ نے Rules and Business کی amendment Committee کا نوٹیفکیشن کیا تھا۔ میرے حساب سے وہ time barred بھی ہو چکا ہے۔ میں جاننا چاہوں گی اور ایوان میں بھی کافی تشویش پائی جا رہی ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! میرے پاس کل فائل آئی تھی میں نے اس کا ٹائم تین دن کے لئے extend کر دیا ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! Rules and Business میں جو اس وقت ترامیم درکار ہیں، اس حوالے سے یہ بہت immediate معاملہ تھا میرا خیال تھا کہ جس seriousness کے ساتھ آپ نے یہ کمیٹی تشکیل دی ہے اسی seriousness سے اس کمیٹی کی چیئر اس issue کو لے گی اور ہم بھی rules میں ترمیم کی تیاری کریں گے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے آج ان سے بات کرنی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! آپ نے کمیٹی کی سفارشات کے بغیر ہی rules amend کرنا شروع کر دیئے ہیں۔ ایک تو اسمبلی کا ٹائم 3:00 بجے تھا اب 2:00 بجے ہو گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس میں کچھ اس قسم کے securities issues تھے جس کی وجہ سے ٹائم تبدیل کیا تھا۔ یہ فیصلہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں کیا گیا تھا جس میں پیپلز پارٹی کی بھی نمائندگی تھی تو ہم نے متفقہ طور پر سکیورٹی کی وجہ سے یہ decision کیا تھا۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! اس کے علاوہ ایک حالیہ نوٹیفکیشن ہوا ہے اس پر بھی بہت زیادہ اخبارات میں آیا ہے آپ نے بھی پڑھا ہو گا کہ چیئرمین پی اے سی کی اتھارٹی سیکرٹری اسمبلی کو دی گئی ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! کیونکہ محمود الرشید صاحب نہیں آ رہے تھے تو یہ میرا اختیار ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جب rules میں چیزیں موجود ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کو دیکھ رہے ہیں۔ بہت شکریہ

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جب کمیٹی کے ممبران موجود ہیں تو اُن میں سے کسی کو یہ اختیار کیوں نہیں دیا گیا؟

جناب قائم مقام سپیکر: میرا اختیار ہے اس لئے میں نے ان کو کیا ہے۔ جی، جناب ظفر اقبال!

جناب ظفر اقبال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے بجٹ 16-2015 کی pre-budget discussion میں اپنے خیالات کے اظہار کا موقع فراہم

فرمایا۔ سب سے پہلے میں وزیر خزانہ میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن کا شکر گزار ہوں جنہوں نے میری گزارشات

پر 15-2014 کے بجٹ میں میرے علاقے کی سڑکات اور واٹر سپلائی سکیم کو شامل کیا جن پر کام شروع ہو چکا ہے۔ سڑکوں کی تفصیل یہ ہے کہ ایک سڑک بھٹیوٹ سے اٹک کو لنک کرتی ہے جو 12 کلو میٹر لمبی ہے وہ انہوں نے منظور فرمائی۔ جو سکیم میں نام بھٹیوٹ سے سالار تھا وہاں ہمارا احساس ایریا کالاچٹا پہاڑ ہے۔ وہ ایریا کچھ آرمی کے کنٹرول میں ہے اس مجبوری کی بناء پر میرے حلقے کے ایم این اے نے دوبارہ امداداللہ بوسال کو گزارش کی تو اس کو تھوڑا سا تبدیل کر رہے ہیں اور اس کا لیٹر بھی جا چکا ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ مہربانی فرما کر اس کو بھٹیوٹ سے بوٹا گاؤں جو تحصیل اٹک کا ہے اس کے ساتھ لنک کیا جائے۔ پائی خیل سے گڈی تک تین کلو میٹر تک وزیر خزانہ نے شفقت فرمائی اس روڈ کا کام بھی شروع ہے۔ امن پور سے بھر والا دو موضعات کو لنک کرتا ہے اس پر بھی کام شروع ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارشات پر نکا چوک سے کھڈ شریف تیرہ کلو میٹر جو تقریباً تیس سال پہلے روڈ بنی تھی اس کی حالت غیر تھی اس کی rehabilitation کے لئے فنڈز فراہم کئے ہیں وہاں بھی کام شروع ہو چکا ہے۔ بسال میں روندا بھٹیوٹ جو تقریباً چوبیس کلو میٹر بنتا ہے سولہ کلو میٹر کی approval فرمائی ہے اس پر بھی کام شروع ہو چکا ہے دو واٹر سپلائی سکیم جو یونین کونسل پنڈ سلطانی میں آتی ہیں ڈوک کھٹنا اور ڈوک رحمت ان پر بھی کام جاری ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہی ہو گی کہ آئندہ بجٹ 16-2015 میں ڈی ڈی سی کمیٹی اور اپنے ضلع کے توسط سے اپنی سکیمیں بھجوائیں گے۔ مجھے امید ہے کہ انشاءاللہ آئندہ بجٹ میں ان کو شامل فرما کر ایک پسماندہ ترین تحصیل کے عوام کی دادرسی فرمائیں گے۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ 6۔ستمبر کو سیلاب نے میرے حلقہ کی ایک اہم پل جو تراب اور شاہ محمد والی دریا سواں پر واقع ہے وہ ٹوٹ گیا تھا اور میں نے اسی وقت متعلقہ ڈی سی او اور جناب کمشنر کے notice میں لایا اور خود بھی وہاں پہنچ گیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی خدمت میں 22۔اکتوبر کو اس سے متعلق عرض کیا اس وقت منشاءاللہ بٹ موجود تھے جو کہ ہمارے راولپنڈی ڈویژن کو deal کر رہے ہیں اور وزیر اعلیٰ نے حکم جاری کیا کہ اس پل کی تعمیر ہونی چاہئے۔ اسی سال مواصلات و تعمیرات ڈیپارٹمنٹ نے ایک میٹنگ کال کی جس میں میرے ایم این اے ملک اعتبار خان صاحب بھی حاضر تھے اور ڈی سی او اٹک بھی حاضر تھے تو انہوں نے اپنی سفارشات مرتب فرما کر وہ وفاق کو بھجوا دیں۔ یہ علاقے کا ایک اہم مسئلہ ہے اور میری آپ کے توسط

سے گزارش ہو گی کہ وزیر خزانہ اس میں ذاتی دلچسپی لے کر اس پل کی تعمیر کا کام جلد از جلد مکمل کرائیں۔ علاقے کے لوگوں میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ میری گزارش یہی ہے کہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے اس پل کی تعمیر ہونا ضروری ہے۔ تراب یونین کونسل ڈسٹرکٹ اٹک تحصیل جنڈ پی پی۔19 میں آتی ہے اور شاہ محمد والی ڈسٹرکٹ چکوال میں آتی ہے، 260 بچے ملتان خرد کے ایک مکہ سکول میں زیر تعلیم ہیں، ان کا تعلیمی زیاں ہو رہا ہے۔ ہم نے عارضی طور پر وہاں لفٹ لگوائی ہے کیونکہ بارانی علاقہ ہونے کی وجہ سے وہاں کا source of income نہیں ہے اور لفٹ والے 40 روپے فی کس اس کراسنگ کا لے رہے ہیں اور جن 260 بچوں نے وہاں سکول میں جانا ہے ان کے لئے یہ رقم afford کرنا ناممکن ہے لہٰذا میری گزارش ہو گی کہ وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ کے notice میں لائیں تاکہ جتنی جلدی ممکن ہو سکے اس پل کی تعمیر کا کام مکمل ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! ہمارے ٹی ایچ کیو جنڈ میں ایمبولینس کی حالت ناقابل استعمال ہے اگر کوئی بھی ایمرجنسی ہو جائے تو ہم وہاں دکھنی آئل پلانٹ سے help لیتے ہیں یا پرائیویٹ ایمبولینس ہائر کر کے مریضوں کو ڈی ایچ کیو تک پہنچایا جاتا ہے تو میری گزارش ہو گی کہ آئندہ بجٹ میں ٹی ایچ کیو جنڈ کے لئے ایک ایمبولینس اور 500 ایمپیئر کی ایکسرے مشین فراہم فرما کر علاقے کے لوگوں کی داد رسی فرمائیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ جناب محمد آصف باجوہ صاحب!

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ پی پی۔130 ڈسکہ سٹی اور 82 دیہات پر مشتمل ہے۔ میں وزیر خزانہ کی توجہ بھی اپنی جانب مبذول کرانا چاہوں گا کہ وہ kindly تھوڑی سی توجہ فرمائیں۔ گزارش یہ ہے کہ 2013-14 اور 2014-15 دو سال کی ADP's میں پی پی۔130 کی ایک بھی سکیم نہیں رکھی گئی، ریکارڈ گواہ ہے اور وزیر خزانہ بھی موجود ہیں۔

جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ میری چند ایک گزارشات ہیں ان پر خصوصی توجہ دی جائے کیونکہ میں حلقے کے عوام کو جوابدہ ہوں اور وہ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ آپ کی efforts کیا ہیں؟ مثال کے طور پر ڈسکہ چونکہ پنجاب کی ایک بہت بڑی زرعی تحصیل ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہاں پر چھوٹی سمال انڈسٹریز بھی ہیں۔ ایگریکلچر کے آلات بنتے ہیں، auto parts کی صنعت ہے، وہاں سرجیکل کے آلات بنتے ہیں، فٹبال کی manufacturing ہے اور لیدر گارمنٹس بنتے ہیں جو کہ

export ہوتے ہیں ان وجوہات کی بناء پر وہاں لیدر کی وجہ سے پانی آلودہ ہو چکا ہے اور لوگ ہیپاٹائٹس (سی) کا شکار ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ پی پی۔130 ڈسکہ کے ملحقہ دیہات کو بھی واٹر فلٹریشن پلانٹ کے پلان میں شامل کیا جائے۔ اس کے علاوہ میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ تحصیل ڈسکہ میں جو سول ہسپتال ہے وہ ڈی ایچ کیو level ہے اور وہ ڈی ایچ کیو level صرف declare کر دیا گیا ہے لیکن ڈی ایچ کیو level کی کوئی بھی facilities وہاں پر موجود نہیں ہیں اور وہاں صرف ایک آپریشن تھیٹر ہے۔ اگر کسی آدمی کا آپریشن کرنا ہوتا ہے تو پندرہ دن کے بعد باری آتی ہے تو ہر پندرہ دن کے بعد چار پانچ یا چھ operations کرتے ہیں۔ اس کے بعد پھر لوگوں کی لمبی لائن اور پریشر بڑھتا ہے اور لوگوں کو پھر پرائیویٹ ہسپتال جانا پڑتا ہے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آئندہ ADP میں سول ٹی ایچ کیو کی بجائے جو ڈسکہ میں ڈی ایچ کیو level کا ہسپتال ہے جس میں کم از کم تین آپریشن تھیٹر مہیا کئے جائیں اور ان کے لئے فنڈز allocate کئے جائیں تاکہ عوام کو سہولت میسر ہو سکے۔ اس کے علاوہ وہاں ہارٹ کے سپیشل ڈاکٹر کی تعیناتی کر دی گئی ہے لیکن ہارٹ کے متعلقہ کوئی بھی مشینری وہاں نہیں دی گئی تو میری گزارش یہ ہے کہ ڈسکہ کے سول ہسپتال ڈی ایچ کیو level میں echography کے لئے دیگر مشینری دی جائے اور اس کے لئے ٹیکنیکل سٹاف کی ضرورت ہے وہ بھی دیا جائے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ ڈسکہ میں سمال انڈسٹریز ہیں جس میں ہزاروں لوگ کام کرتے ہیں لیکن وہاں پر skilled labour پیدا کرنے کے لئے کوئی institution نہیں ہے۔ میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ skilled labour پیدا کرنے کے لئے ٹریننگ institution وہاں پر تعمیر کیا جائے تاکہ لوگوں کے جو مسائل ہیں اور لیبر کی جو shortage ہے اس سے skilled Labour پیدا کی جا سکے کیونکہ ڈسکہ میں ایگریکلچر اور سرجیکل کی بہت بڑی صنعتیں ہیں اور اس کے لئے skilled Labour کی ضرورت ہے۔ میری گزارش ہے کہ لیبر کی shortage problem ختم کرنے کے لئے وہاں پر کمرشل ٹریننگ institute کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ ڈسکہ ایک بہت بڑی تحصیل ہے اور یہاں ٹریفک کا بہت رش ہے، وہاں پر بے پناہ لوگوں کے accidents ہوتے ہیں اور لوگوں کو بہت سے problems ہیں لیکن وہاں پر ٹراما سنٹر نہیں ہے۔ اس سے پہلے ٹراما سنٹر کے لئے دو سے تین سال تک

وہاں پر کام ہوتا رہا لیکن نامعلوم وجوہات کی بناء پر ڈسکہ میں ٹراما سنٹر آج تک تعمیر نہیں کیا جا سکا جبکہ وہاں ہسپتال میں ٹراما سنٹر کے لئے جگہ بھی مختص کی جا چکی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ تحصیل ڈسکہ میں دو تین نہریں ہیں وہاں روزانہ کچھ نہ کچھ incidents ہوتے ہیں لیکن آج تک ڈسکہ میں 1122 کی کوئی سروس مہیا نہیں کی گئی تو میری گزارش ہے کہ 1122 کی سہولت بھی وہاں پر دی جائے۔ اس کے علاوہ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ڈسکہ ایک بہت بڑا شہر ہے اس میں بچوں کے لئے ایک بھی پبلک پارک نہیں ہے۔ اگر ہم بچوں کو کھیلوں کے میدان اور پارک نہیں دیں گے تو ان کی غیر نصابی سرگرمیوں کو improve نہیں کیا جا سکے گا۔

جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ وہاں پر سرکاری زمین بھی موجود ہے اس کو پبلک پارک کے لئے مختص کئے جانے کا حکم صادر فرمایا جائے۔ اس کے علاوہ ڈسکہ میں تین چار بڑے بڑے گاؤں ہیں ایک گاؤں کا نام گلوٹیاں ہے اور گلوٹیاں میں ہزاروں کی تعداد میں بچیاں ہیں لیکن وہاں پر کوئی کالج نہیں ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ گلوٹیاں کے لئے ایک گرلز کالج کا قیام عمل میں لایا جائے تاکہ بچیوں کو جو ایجوکیشن کے لئے مسائل ہیں ان پر قابو پایا جا سکے۔ اس کے علاوہ وہاں اور بھی بہت زیادہ problems ہیں وہاں ایک گلوٹیاں سڑک ہے جو PHP سے گلوٹیاں سرائے تک جاتی ہے تو اس میں کم از کم پندرہ گاؤں ہیں لیکن کچہ راستہ ہے اور لوگوں کو شہر میں آنے کے لئے بے پناہ مشکلات ہیں۔ میری گزارش ہے کہ PHP گوجرانوالہ روڈ سے لے کر گلوٹیاں صابو سرا، گھوکل تک جو سڑک ہے اس کو تعمیر کیا جائے اور ایک سڑک آدم کے چیمہ اڈا سے لے کر براستہ وصن کے، شمسا کے چیمہ اور بھلر کو جاتی ہے وہ آج سے تقریباً 20 سال پہلے تعمیر ہوئی تھی لیکن آج تک اس کی repair پر ایک سو روپیہ بھی خرچ نہیں کیا گیا۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس کی widening اور repair کے لئے بھی فنڈز رکھے جائیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ڈسکہ ایک بہت بڑا شہر ہے وہاں لیبر کے مسائل ہیں اور غریب لوگ ہیں جس طرح میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا وژن ہے کہ غریب لوگوں کو حکومت گھر دے گی۔ ڈسکہ میں کئی جگہیں خالی پڑی ہوئی ہیں اور محکمہ ہاؤسنگ والوں نے visit بھی کیا ہے اور انہوں نے مجھے کہا کہ ہم بہت جلد وہاں پر ہاؤسنگ کالونی غریب لوگوں کے لئے شروع کرنے جا رہے ہیں لیکن آج تک وہاں پر جگہ ہونے کے باوجود ہاؤسنگ کالونی شروع نہیں کی جا سکی۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس ADP میں ڈسکہ کے شہریوں کے لئے ایک ہاؤسنگ کالونی بنائی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، wind up کریں۔

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں wind up کرتا ہوں۔ میں ایک گزارش کرنا چاہوں گا کہ آج سے دس سال پہلے جب ایک لاکھ روپے رجسٹریشن فیس پر 16 فیصد ٹیکسز لیتے تھے تو لوگ ٹیکس بچاتے تھے آج ایک لاکھ پر 4 فیصد ہے تو آج بے پناہ لوگ رجسٹریشن کرا رہے ہیں اور حکومت کو فنڈز دیئے جاتے ہیں۔ میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ ٹیکس کی ratio کو کم کیا جائے۔ اگر ہم ٹیکس کی ratio کو کم کریں گے تو لوگ ٹیکس دیں گے اور اگر ہم ٹیکس کی ratio کو بڑھائیں گے تو لوگ کرپشن کی طرف مائل ہوں گے اور ٹیکس نہیں دیں گے۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ کسی بھی قسم کے جو ٹیکس ہیں ان کو نہ بڑھایا جائے اور جو لوگ پہلے ٹیکس دے رہے ہیں ان کا مزید گلہ نہ گھونٹا جائے۔ نئے لوگوں کو ٹیکس کلچر میں شامل کیا جائے اور ان کو ٹیکس نیٹ میں لایا جائے تاکہ جو لوگ ٹیکس نہیں دیتے ان سے ٹیکس لیا جا سکے اور یہ ملک ترقی کر سکے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری عبدالرزاق ڈھلوں صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جی، ملک محمد وارث کلو صاحب!

ملک محمد وارث کلو: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ میرا تیرھواں بجٹ ہے لیکن جو میں نے دیکھا ہے یہ ایک ریت ہے، روایت ہے اور وہ پوری کی جاتی ہے۔ Pre-budget and budget session میں بھی تقاریر ہوتی ہیں، اس کا اہتمام حجت میں بھی کر رہا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں conclude کروں گا کہ میرے ذہن میں کیا خیالات ہیں یا میں کیا چاہتا ہوں اور کیا proposal دینا چاہتا ہوں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، کلو صاحب! آپ بولیں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! حکومت کے حوالے سے، ریاست کے حوالے سے، آج کل اس ماڈرن دور میں، اکیسویں صدی میں کس طرح کی ریاستیں چل رہی ہیں، کس طرح کی حکومتیں چل رہی ہیں، اس میں ہمیں کیا کرنا چاہئے اور کیسے کرنا چاہئے؟ اس میں بہت کچھ ہو بھی رہا ہے لیکن کافی چیزیں رہ بھی جاتی ہیں کیونکہ ہمیشہ کوئی بھی چیز complete نہیں ہوتی اور ہر جگہ پر گنجائش ہوتی ہے۔ میں تھوڑا سا sectorial کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا۔ میں یہ دیکھتا ہوں کہ 70 فیصد لوگ یہاں پر کاشتکار

بیٹھے ہیں، میں لفظ زمیندار اس لئے use نہیں کرتا کیونکہ زمیندار اگر کوئی تھا تو آج کل سندھ میں ہے۔ Reforms کے بعد یہاں پر تو سب لوگ کاشتکار ہیں۔ 70 فیصد کاشتکار لوگ بیٹھے ہیں اور جو باقی 30 فیصد ہیں وہ لوگ بھی کسی نہ کسی حوالے سے تو کیا بلکہ ہر حوالے سے وہ بھی زمین کے ساتھ attached ہیں۔ ان کا گزر بسر، ان کی رہائش اور ان کا کھانا پینا ہر شے زمین کے ساتھ وابستہ ہے لیکن سب سے neglected محکمہ مال ہے جس کو ہم محال کہتے ہیں، محکمہ مال کہتے ہیں، اس حوالے سے پچھلے تیرہ سال سے جو میں نے دیکھا ہے، سب سے زیادہ neglected ہمارا محکمہ مال ہی ہے۔ بہت اچھا ہوا ہے ابھی کمپیوٹرائزیشن بھی شروع ہو چکی ہے اور اس کے بڑے positive result بھی ہوں گے لیکن جو اس کی basics ہیں۔

جناب سپیکر! آپ بھی زمیندار ہیں، میں بھی ایک چھوٹا سا زمیندار ہوں basics کیا ہیں؟ آج بھی اس وقت جس لاہور میں، میں ہوں اس کے سارے جھگڑے، سو فیصد صرف اس وجہ سے ہیں کہ محکمہ مال کا جو ریکارڈ ہے اس کو کبھی چھیڑا ہی نہیں گیا، اس کو کبھی درست ہی نہیں کیا گیا وہ آج بھی قسط وار پر پڑا ہے۔ اس کی کلہ بندی ہوئی ہے اور نہ اس کی اشتمال ہوئی ہے۔ پرانے زمانے کی تاریخ میں ہم پڑھتے آ رہے ہیں اور سنتے چلے آ رہے ہیں کہ شیر شاہ سوری یہ کر گیا تھا۔ مسلمانوں کی اصلاحات میں یہ ہوا اور فلاں یہ کر گیا۔ ہمارے ہاں زمین کے حوالے سے کوئی اصلاحات نہیں ہوئیں اور آج بھی جس آفیسر کو سزا دینی ہوتی ہے اس کو ممبر ریونیو بورڈ بنا کر، ریونیو بورڈ میں dump کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو یہ تجویز دوں گا کہ خدارا ہمارے سو فیصد جھگڑے، زمینوں کے ہیں، کچہریاں بھری پڑی ہیں، جیلیں بھری پڑی ہیں اور یہ اسی وجہ سے بھری پڑی ہیں اس کے لئے سپیشل زمین کے جو disputes arise ہو رہے ہیں، یہ سارے کے سارے اس لئے ہو رہے ہیں کہ ہم اس پر کوئی توجہ نہیں دے رہے۔ کہیں قسط وار چل رہی ہے اور کہیں کلہ بندی لٹکی ہوئی ہے۔ آج تک اس میں سب سے بڑا ظلم یہ ہوا ہے کہ ہم میں سے ایک نعرہ لگتا ہے اور ہم سب اس نعرے کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ نعرہ یہ لگا ہے کہ "پٹواری کو ختم کر دو" بہت بڑی بات ہے پٹواری کو ختم کر دو۔ پٹواری کو ختم کر کے، پٹوار کی جو چیزیں تھیں وہ بھی ختم ہو گئیں۔ اب کسی کو تریڑی کا پتا ہے اور نہ کسی کو قسط وار کا پتا ہے بلکہ آج کل کے پٹواریوں کو بھی نہیں پتا۔ ہم نے جو کمپیوٹر پر بندے بٹھا رکھے ہیں ان بے چاروں کو کیا پتا۔ عرصہ دراز ہو گیا ہے کم از کم ان تیرہ سالوں میں، میں نے کوئی ٹریننگ ہوتی نہیں دیکھی۔ اس سلسلے

میں میری یہ عرض ہے کہ زمین کے لئے ریونیو بورڈ کو ایک نئے سرے سے revamp کرنے کے لئے record establish کرنے کے لئے اس محکمہ پر توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر! اب میں اسی زمین کے حوالے سے اریگیشن کی طرف آؤں گا۔ آج میں نے ادھر تقریر کرنی تھی، مجھے آج صبح صبح بڑی اچھی خبریں ملیں چونکہ میں پہلے بھی ایک دفعہ یہاں تقریر کر چکا ہوں سی جے لنک بنی، سی جے لنک آگے پانی دے رہی تھی اور سی جے لنک میں سے ہی گریٹر تھل نے نکلنا تھا۔ سال 2000 میں گریٹر تھل شروع ہوئی اور 05-2004 میں اس کا first phase complete ہو گیا اربوں روپے اس پر لگ گئے، وہاں پر چیف انجینئر ہے، ایس ای ہے، ایکسیئن ہے بلکہ سارا عملہ موجود ہے۔ آج صبح ہی مجھے پتا چلا ہے کہ اس کے لئے انہوں نے پورا پروگرام بنایا ہے، میں نے یہاں پر آپ کے توسط سے بھی بات پہنچائی، سیکرٹری سے بھی ملا، وزیر اعلیٰ سے بھی گزارش کی اور اب وہ کام شروع ہو رہا ہے۔ اللہ کرے کہ وہ گریٹر تھل کا جو first phase ہے اس کے لئے پیسے رکھے جائیں تاکہ وہ اربوں روپے جو اس وقت ضائع ہو رہے ہیں ضائع نہ ہوں۔ میرا سارا علاقہ صحرا ہے نور پور تھل اور منکیرہ جو finally چوبارہ تک جاتا ہے۔ سونا اگلتی ہوئی یہ زمینیں ہیں لیکن وہاں پر توجہ کوئی نہیں، عملہ سمیت ہر چیز موجود ہے اور وہ تنخواہیں لے رہے ہیں لیکن کام کوئی نہیں ہے۔ اسی سلسلے میں میری گزارش ہو گی کہ اس کے لئے پیسے رکھیں، فنڈز رکھیں تاکہ گریٹر تھل کا جو first phase ہے وہ مکمل ہو، وہ first phase تو چلائیں جس پر اربوں روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح اب میں محکمہ صحت اور تعلیم کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ اس میں بے انتہا کام ہونے والا ہے۔ ابھی کل پرسوں ہمیں تو دعوت بھی نہیں تھی، ہمیں تو اس کا پتا ہی نہیں تھا "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" یہ ایک بڑا نعرہ لگا اور اس کا یہاں پر function بھی ہوا اور اس میں ہمارے کئی دوست بھی گئے تھے جن کو invitation تھا۔ ایک طرف تو ہم کہہ رہے ہیں کہ 2018 تک ہم ہر بچے کو سکول بھیجیں گے۔ On the contrary Mr. Chairman آپ ریکارڈ دیکھ لیں کہ ہم نے پابندی لگا دی ہے کہ کوئی نیا پرائمری سکول نہیں کھلے گا، گورنمنٹ سیکٹر میں پرائمری سکول نہیں کھلے گا۔

جناب سپیکر! آپ اپنے علاقے کو دیکھیں، دور دراز کے علاقوں کو دیکھیں، میرے علاقے کو دیکھیں چوبارہ کو دیکھیں، منکیرہ کو دیکھیں۔ یہاں بیٹھے فیصلہ ہو جاتا ہے کہ یہاں لاہور میں ایک وارڈ میں، ایک ایک محلے میں اتنے سکول ہیں لہٰذا اب کسی پبلک سکول کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ پرائیویٹ سکول آ گئے ہیں۔ کیا فیصلے اس طرح سے ہوتے ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ یہاں لاہور سے

فیصلہ ہو گیا ہے کہ "New School Opening" نہیں ہو گی، وہ ہم نے اب PEF کو دے دی ہے۔ اب PEF کی شرائط اتنی سخت ہیں جو ہمارے علاقہ میں میسر ہی نہیں ہیں۔ پہلے وہ بندہ گریجویٹ ہو، ماسٹر ہو اور وہ یہ ہو۔ پہلے تو ہم اس بندے کو ڈھونڈیں جو ان شرائط پر پورا اترتا ہو۔ ہمارے علاقے میں کون گریجویٹ ہے، کدھر سے گریجویٹ ملے گا، اسے ہم کدھر سے لائیں گے؟ پھر وہ اپنا مکان لائے، وہ اتنی سخت شرائط پوری نہیں ہو سکتیں۔

جناب سپیکر! دوسری طرف ہم نے ایک اور سکیم بھی بنائی جس میں ہم نے لڑکے اور لڑکیوں کو کہا کہ ہم ماڈرن لوگ ہیں۔ ہاں لاہور میں تو ہم ماڈرن ہیں، میں تو خود ماڈرن ہوں، ہم لاہور میں تو ماڈرن ہو گئے۔ میری تو اب ضرورت ہی نہیں ہے کوئی صنف کی بات ہی نہیں ہے، بچوں اور بچیوں کے سکول یہاں پر اکٹھے ہیں، وہ ہم نے اکٹھے کر دیئے ہیں۔ بہترین بلڈنگز خالی پڑی ہیں وہاں پر "رل" رہی ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ زمیندار وہاں پر کھوتے باندھتے ہیں اور گدھے باندھتے ہیں اور ہمارا فیصلہ ہو گیا ہے، ہم نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ لڑکے اور لڑکیوں کا سکول ہم اکٹھا کریں گے۔ اب ان کا کیا کریں، یہاں میں ماڈرن ہو چکا ہوں، میری یہ psyche اور ہے، میرے گاؤں کی میرے رشتہ داروں کی، میری برادری کی psyche اور ہے۔

جناب سپیکر! آپ تو اسی قسم کے علاقے سے تعلق رکھتے ہیں، وہاں کے لوگ چوتھی پانچویں کی بچیوں کو بچوں کے سکولوں میں نہیں بھیجتے۔ وہ کہتے ہیں ہم نے اپنی بچیوں کو بچوں کے سکول میں نہیں بھیجنا۔ اب آپ زبردستی کریں گے؟ اس طرح تو پھر امریکہ بھی چاہتا ہے کہ یہ کیوں نہیں سیدھے ہوتے، اسی طرح چلیں، آج دنیا میں، ورلڈ میں "رولا" کیا ہے یہی "رولا" ہے کہ امریکہ چاہتا ہے کہ دنیا پوری اس طرح چلے جس طرح ہم چاہتے ہیں۔ اگر یہاں بھی ہم یہ چاہیں گے کہ لاہور کی طرح پورا ڈیرہ غازی خان، راجن پور اور نورپور تھل، منکیرہ بھی اس طرح ہو جائے جس طرح کی سوچ لاہور کی ہے، یہ بھی اسی سوچ پر چل پڑیں یہ ممکن نہیں ہے۔ یہاں پر میرے وزیر خزانہ بیٹھے ہیں میں ان کو یہ عرض کروں گا کہ آپ کی وہ بلڈنگیں ختم ہو رہی ہیں، وہ غلط فیصلہ ہوا تھا اور دلیری اسی میں ہے کہ غلط فیصلے کو آپ مانیں۔ آپ ان سکولوں کو دوبارہ کھولیں اور ان کے لئے بجٹ رکھیں۔ وہاں سکول چلائیں، اگر آپ نے 2018 میں جانا ہے تو پھر new school open کریں، اگر آپ نے "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" کے targets پورے کرنے ہیں تو پھر آپ ادھر جائیں۔

جناب سپیکر! دوسری طرف یہ حال ہے جیسے کل میرے بھائی فرمارہے تھے کہ یہاں واقعی پرائیویٹ سکول نرسری کے بچے کا تیس تیس ہزار روپیہ لے رہے ہیں اور ہم سارے لوگ مقابلے میں نرسری کے بچے کا تیس تیس ہزار روپیہ دے رہے ہیں۔ یہ نئی shape آئی ہے نیا زمانہ آیا ہے تو یہاں کوئی اتھارٹی ہی بنا دیں جو ان کو کنٹرول کرے جو لوگوں کا خون چوس رہے ہیں۔ یہاں کوئی آرگنائزیشن نہیں ہے جو حکومتی سطح پر پرائیویٹ سکولوں کو کنٹرول کر سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب! بہت شکریہ

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ مجھے تھوڑا سا بولنے دینا۔ میں کہہ رہا تھا کہ ان لوگوں کو کنٹرول کرنا ضروری ہے اس کے لئے ایک اتھارٹی بنائیں اور ان کو کنٹرول کریں۔ آپ ہیلتھ کی طرف آ جائیں میں نے ادھر تین دفعہ قرارداد پاس کروائی کہ میرے علاقے بھکر، نورپور تھل اور منکیرہ سے مریض چلتے چلتے لاہور آتے آتے پنڈی بھٹیاں کراس نہیں کرتا اور اس کی death ہو جاتی ہے لیکن آج تک کبھی بھی کسی نے اسے درخور اعتنا نہیں سمجھا۔ آپ ڈائریکٹ ٹیکسیشن کرتے ہیں اور پوری ٹیکسیشن کر رہے ہیں اس ڈائریکٹ ٹیکسیشن میں نور پور تھل کے بندے کا بھی اتنا ہی contribution ہے جتنا لاہور کے بندے کا ہے۔ بھائی خدا کے لئے ہمیں کارڈیالوجی سنٹر تو بنا دیں، چھ اضلاع کے درمیان ہی بنا دیں۔ مجھے خوشاب میں نہ دیں، سرگودھا میں دے دیں اور بھکر میں دے دیں، میانوالی میں دے دیں چونکہ مریض وہاں سے آتے ہوئے لاہور نہیں پہنچتا۔ آپ پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں جا کر اس کا حشر دیکھیں۔ وہاں صورتحال یہ ہے کہ اگر ایک بندے نے انجیوگرافی کرانا ہوتی ہے تو ایک ایک بستر پر چھ چھ بندے لیٹے ہوئے ہیں۔ اگر تو بجٹ یہی ہے کہ ہم نے 350۔ارب روپے کا ڈویلپمنٹ بجٹ رکھ لیا، آپ کو یاد ہو گا کہ جب ہمارے ہاں چنے کی فصل آتی ہے تو درانتیاں صاف ہوتی ہیں، دوسری چیزیں تیز ہوتی ہیں چونکہ ہماری فصل آرہی ہے۔ جب یہ بجٹ آتا ہے اور پھر آپ بجٹ کے بعد جو مرضی سیکرٹری لگا لیں یا اوپر سے جو مرضی کر لیں لیکن نیچے سے محکمہ مواصلات و تعمیرات چھریاں تیز کر لیتا ہے جس طرح قربانی پر بکرے کے لئے کی جاتی ہیں اور وہ سارا 300،400۔ارب روپیہ eat up ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! کل میرے بھائی وسیم صاحب نے کہا کہ NFC کی طرح PFC بنایا جائے، نہ بنائیں لیکن sectorial need کے مطابق پیسا تقسیم کریں کہ کس سیکٹر کو کتنی ضرورت ہے، علاقائی ضرورت کے مطابق کریں۔ اگر اس وقت نور پور تھل میں میری بہنیں، میری بیٹیاں اور ہم صحرا میں

گھوڑوں اور اونٹوں پر سفر کرتے ہیں لیکن ہم ٹیکس تو برابر کا دیتے ہیں۔ آپ راجن پور کی حالت بتادیں، ڈیرہ غازی خان کی حالت بتادیں ادھر میرے دوست بیٹھے ہیں کیا صرف اس لئے آئے ہیں کہ ہم ان لوگوں سے آ کر ایم پی اے صاحب بن گئے اور ایم پی اے صاحب بن کر اپنے علاقوں میں چلے جائیں۔ نہیں، ہم نے دُہائی تو دینی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری جائز معروضات ہیں وزیر خزانہ ناراض بھی نہیں ہوں گے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں کہ لاہور پر پیسے لگائیں، اسلام آباد پر لگائیں، میں نے آج سے پانچ سال پہلے تجویز دی تھی کہ آپ لاہور پر پیسا لگا کر لاہور کے ساتھ زیادتی کر رہے ہیں ہر کوئی بھاگا بھاگا لاہور آ رہا ہے اور آپ سے لاہور کی آبادی سنبھالی نہیں جائے گی اس لئے آپ ایسا کریں کہ بھیرہ کے پاس بے شمار زمین پڑی ہے جو اسلام آباد سے خوبصورت علاقہ ہے، وہاں ایک نیا شہر بسادیں اور وہاں پوری ایجوکیشن، ہیلتھ اور باقی سہولتیں دیں۔ اگر ملک ریاض جنگلوں میں جا کر بسا سکتا ہے تو ہم کیوں نہیں کر سکتے؟ ہماری ساکھ ہے آپ کو profit ہو گا۔ آپ کو بجٹ میں سے بھی کچھ نہیں دینا پڑے گا۔ آپ بھیرہ سے آگے ایک نیا اسلام آباد، ایک نیا لاہور بسائیں اور اگر وہاں آپ کو profit نہ ہو تو میں ذمہ دار ہوں۔

جناب سپیکر! ہم نے manage کرنا ہے، ہم نے روایتی ہتھکنڈوں کو چھوڑنا ہے، ہم نے ایڈہاک ازم کو چھوڑنا ہے، ہم نے صرف وہ نہیں کرنا کہ اس سے پبلک خوش ہو گی اور اس سے خوش نہیں ہو گی۔ جب ہم cogent قسم کے کام کریں گے اور صوبے میں کام کر کے دکھائیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ پبلک آپ کے پیچھے پیچھے ہو گی۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے برداشت کیا once again میں وزیر خزانہ سے بھی معذرت چاہتا ہوں میں اپنے علاقے کے لوگوں کے مسائل یہاں بیان کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ گریٹر تھل کینال بنے پندرہ سال ہو گئے ہیں اور اس پر اربوں روپے لگ گئے ہیں لیکن وہ چالو نہیں ہو رہی ادھر محکمے کے چیف سے لے کر نیچے تک افسران و اہلکاران موجود ہیں لیکن پانی نہیں مل رہا۔ زرخیز زمینیں ایسے ہی بنجر پڑی ہیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: کلو صاحب! بہت شکریہ۔ جناب محمد نعیم انور صاحب!

جناب محمد نعیم انور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ میرا تعلق پنجاب کے انتہائی پسماندہ ضلع بہاولنگر کی انتہائی پسماندہ تحصیل فورٹ عباس سے ہے۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہاکڑہ اور صادقیہ نہر کی remodeling کے لئے ایک ارب روپیہ مختص کیا جس سے انشاء اللہ جلد کام شروع ہو رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے میرا

علاقہ جو ٹیل در ٹیل ہے وہاں پر ہمارا پانی کا جو بہت دیرینہ مسئلہ تھا یہ منصوبہ مکمل ہونے پر انشاء اللہ تعالیٰ وہ حل ہو جائے گا۔ تحصیل فورٹ عباس اور تحصیل ہارون آباد کے پچاس ایسے دیہات ہیں جو سیم کی وجہ سے ختم ہو چکے ہیں یہ وہ علاقے تھے جن کی زمینیں سونا اگلتی تھیں، کاٹن کا بہترین علاقہ تھا لیکن آج بد قسمتی سے وہ سیم کی وجہ سے ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ لوگ وہاں سے نقل مکانی کر کے چلے گئے ہیں وہ زمیندار جو رقبوں کے مالک تھے آج وہ محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پال رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ اس بجٹ میں ان پچاس دیہات کے رقبے کو بحال کیا جائے تاکہ جو لوگ وہاں سے نقل مکانی کر کے چلے گئے ہیں وہ واپس آکر اپنی زمین بحال کر کے اپنا پیٹ پوجا کریں۔ میرے حلقے کا نصف رقبہ چولستان پر ہے اور چولستان لاکھوں ایکڑ پر محیط ہے یہ رقبہ انتہائی زرخیز ہے صرف پانی کی کمی ہے۔

جناب سپیکر! میری تجویز ہے کہ اس بجٹ میں کوئی ایسا منصوبہ رکھا جائے جس سے چولستان کا انتہائی زرخیز رقبہ آباد کیا جائے اس سے ہمیں روزگار ملے گا اور ملکی معیشت بھی مضبوط ہو گی۔ چولستان میں چولستانیوں کا انحصار مال مویشی اور بھیڑ بکریاں پالنے پر ہے۔ لائیو سٹاک ڈیری ڈویلپمنٹ کے حوالے سے میری یہ تجویز ہے کہ ان چولستانیوں کو بلا سود قرضے دیئے جائیں اس سے لائیو سٹاک میں بہت بہتری آئے گی، اس سے مقامی لوگوں کو روزگار ملے گا اور ملک کو دودھ اور گوشت ملے گا۔

جناب سپیکر! دور دراز اور پسماندہ علاقوں میں ڈاکٹروں کی کمی ایک دیرینہ اور پیچیدہ معاملہ ہے۔ ایسی پالیسی بنائی جائے جس میں ڈاکٹروں کو خصوصی پیکیج دے کر انہیں پسماندہ علاقوں میں راغب کیا جا سکے۔ ٹی ایچ کیو فورٹ عباس میں 27 ڈاکٹروں کی بجائے صرف 10 ڈاکٹر ہیں وہاں لیڈی ڈاکٹروں کی 13 اسامیاں ہیں لیکن وہاں ایک بھی لیڈی ڈاکٹر نہیں ہے۔ میں نے پچھلے اجلاس میں بھی یہی عرض کی تھی کہ ہمیں لیڈی ڈاکٹر مہیا کی جائے لیکن بد قسمتی دیکھئے کہ گزشتہ ڈیڑھ دو سال سے ٹی ایچ کیو ہسپتال میں کوئی لیڈی ڈاکٹر نہیں ہے اور ہماری مائیں، بہنیں، بیٹیاں دائیوں اور عطائیوں کے رحم و کرم پر ہیں۔ چھ سات سال پہلے ایک این جی او نے ٹی ایچ کیو ہسپتال میں کارڈیالوجی set up بنایا تھا اس میں latest مشینری لگائی گئی لیکن وہ مسلسل چھ سال سے بند پڑا ہوا ہے۔ بد قسمتی دیکھئے کہ وہ آج تک functional نہیں ہو سکا۔ وہاں پر کوئی سٹاف، ان کا بجٹ اور فنڈز مہیا نہیں کئے جا سکے اس لئے وہ مشینری زنگ آلود ہو رہی ہے۔ یہ پسماندہ ترین علاقہ ہے اور ایک این جی او نے ہمیں یہ سنٹر بنا کر دیا تھا

لیکن گزشتہ چھ سات سالوں سے وہ کارڈیالوجی سنٹر بند پڑا ہوا ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس کارڈیالوجی سنٹر کے لئے funds مختص کئے جائیں، وہاں پر ٹیکنیکل سٹاف اور ڈاکٹرز مہیا کئے جائیں۔

جناب سپیکر! بڑے شہروں کے ہسپتالوں کے ساتھ ساتھ ہمارے پسماندہ علاقوں میں قائم شدہ چھوٹے ہسپتالوں پر بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہمارے علاقے میں BHUs اور RHCs کی بہت بُری حالت ہے۔ میرے حلقے کے اندر چودہ BHUs ہیں لیکن کسی ایک میں بھی ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر موجود نہیں اور سارے BHUs خالی پڑے ہوئے ہیں۔ ہمیں شعبہ صحت، تعلیم، پینے کے صاف پانی اور زراعت پر بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! تھانہ کلچر کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ پولیس ملازمین کی تنخواہیں اور محکمہ پولیس کا بجٹ بڑھایا گیا لیکن اس کے کوئی مثبت نتائج نہیں نکل سکے۔ اس وقت ہمارے کسان اور کاشتکار مفلوک الحال ہیں۔ وہ اس وقت پس چکے ہیں۔ میری تجویز ہے کہ کسان کو بجلی، زرعی ادویات، ٹریکٹر، کھادوں اور زرعی مشینری پر subsidy دی جائے تاکہ شعبہ زراعت میں بہتری آ سکے۔

جناب سپیکر! ٹیکنیکل تعلیم پر زیادہ توجہ دی جائے اور اس حوالے سے ایک جامع منصوبہ بندی کی جانی چاہئے کیونکہ ہم قوم کے نوجوانوں کو ہنر مند بنا کر بے روزگاری کو ختم کر سکتے ہیں۔ میرے پورے حلقے کے اندر کھیلوں کے لئے کوئی میدان یا سٹیڈیم نہیں بنایا گیا۔ ملک میں اس وقت لوڈ شیڈنگ کا بحران ہے اور حکومت اس پر قابو پانے کے لئے بھرپور کوشش کر رہی ہے۔ میری تجویز ہے کہ بجلی اور ڈیزل سے چلنے والے ٹیوب ویلوں کو سولر انرجی پر منتقل کیا جائے اور اس مقصد کے لئے کسانوں کو subsidy دی جائے۔ اسی طرح ٹیکس وصولی کے نظام میں جو بدانتظامی ہے اسے بہتر کرنے کی ضرورت ہے۔ ٹیکس وصولی کے نظام میں موجود خامیوں کو دُور کرنے اور corruption پر کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔ محاصل بڑھانے کی ضرورت ہے اور جو لوگ ٹیکس نہیں دیتے انہیں tax network میں لایا جائے۔

جناب سپیکر! ٹمبر مافیا کے سدّباب کے لئے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی گئی۔ میرے حلقے میں دودھلاں جنگل بارہ ہزار ایکڑ پر مشتمل ہے۔ پہلے وہ بڑا گھنا جنگل تھا لیکن بدقسمتی سے ٹمبر مافیا نے اس کا مکمل صفایا کر دیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر ایک نہر کی انکوائری ہوئی جس کے نتیجے میں ساڑھے سولہ کروڑ روپے غبن کی ایف آئی آر درج کی گئی۔ ٹمبر مافیا نے اس دودھلاں جنگل کا مکمل صفایا کر دیا ہے۔ اس جانب توجہ دی جائے اور اس ٹمبر مافیا کے خلاف action لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اب آپ wind up کر لیں۔

جناب محمد نعیم انور: جناب سپیکر! میرے حلقے میں پانچ قلعے ہیں لیکن شاید یہ محکمہ آثار قدیمہ کو نظر نہیں آتے۔ ہمیں اپنے اس تاریخی ورثہ کو محفوظ کرنا چاہئے اس سے سیاحت کو فروغ ملے گا۔ میرے حلقے میں بہت سے ایسے دیہات ہیں کہ جہاں زیر زمین پانی انتہائی کڑوا ہے۔ لوگوں کو صاف پانی مہیا کرنا حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ جن علاقوں کا پانی انتہائی کڑوا اور زہریلا ہے وہاں ترجیحی بنیادوں پر صاف پانی مہیا کیا جائے۔ بہت مہربانی۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اب جناب جاوید اختر بات کریں گے۔

جناب جاوید اختر: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے pre-budget discussion میں participate کرنے کا موقع عنایت فرمایا ہے۔ سب سے پہلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا۔ ہمارے ہاں رود کوہی کا نظام ہے جو کہ قیام پاکستان سے لے کر آج تک چل رہا ہے۔ وزیر اعلیٰ کی مہربانی سے Sori Lund Hill Torrent پر کام شروع ہو چکا ہے اور اس کا تخمینہ 2۔ارب روپے لگایا گیا ہے۔ اس پراجیکٹ سے جو فوائد حاصل ہوں گے میں وہ بھی بتانا چاہوں گا۔ سیلاب کی وجہ سے ہر سال ہزاروں ایکڑ رقبہ برباد اور لاکھوں لوگ بے گھر ہو جاتے ہیں۔ اب اس پراجیکٹ کے مکمل ہونے سے تقریباً 38 ہزار ایکڑ رقبہ زیر کاشت آئے گا اور لوگوں کے معاشی حالات بدلیں گے۔ میں اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب کو ایک مرتبہ پھر مبارکباد دینا چاہوں گا اور تہہ دل سے ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! اب میں آئندہ مالی سال کے بجٹ کے حوالے سے بات کروں گا۔ میرا خیال ہے کہ اب وقت آ گیا ہے کہ وسائل کا رُخ شہروں کی بجائے دیہات کی طرف موڑا جائے اور آپ کو اس کے بڑے دُور رَس نتائج ملیں گے۔ ہماری ستّر فیصد سے زیادہ آبادی دیہات میں رہتی ہے۔ جب NFC Award آبادی کی بنیاد پر دیا جاتا ہے تو پھر صوبے کے وسائل آبادی کے تناسب سے کیوں نہ خرچ کئے جائیں؟ لاہور، ملتان، ڈیرہ غازی خان اور راولپنڈی بھی ہمارے شہر ہیں ان پر ضرور خرچ کریں لیکن میری وزیر خزانہ سے خصوصی گزارش ہے کہ آبادی کے تناسب سے دیہی علاقوں کی طرف زیادہ توجہ دی جائے اس سے دُہرا فائدہ ہوگا ایک تو 70 فیصد سے زیادہ آبادی کو اس کے حقوق ملیں گے اور دوسرا حکومت وقت کو اس کا سیاسی فائدہ بھی ہوگا۔

جناب سپیکر! چونکہ آپ نے وقت بہت محدود رکھا ہوا ہے اس لئے میں صرف تین چار محکمہ جات کے حوالے سے بات کروں گا۔ میں شعبہ تعلیم، صحت، زراعت، آبپاشی اور امن وامان کے حوالے سے بات کرنی چاہوں گا۔ محکمہ صحت کے حوالے سے کافی دوستوں نے بات کی ہے۔ ہمارے علاقوں کے BHUs اور RHCs کی حالت انتہائی خراب ہے۔ اس حوالے سے میری ایک تجویز ہے کہ جو بھی ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر بھرتی کئے جائیں ان کے لئے دو سال تک دیہی علاقوں میں سروس کرنا لازمی قرار دے دیا جائے۔ میرا قصبہ شادن لنڈ ساٹھ ہزار آبادی پر مشتمل ہے۔ اگر کوئی حادثہ ہو جائے تو ڈیرہ غازی خان جاتے جاتے مریض ادھ موا ہو جاتا ہے۔ وہ وہاں سے ملتان refer کرتے ہیں اور اس طرح وہ راستے میں ہی expire ہو جاتا ہے لہٰذا جو بھی نئے ڈاکٹر یا لیڈی ڈاکٹر بھرتی ہوں ان کے لئے یہ شرط لگا دی جائے کہ وہ BHU یا RHC میں ضرور تعینات ہوں گے۔ اس سے دیہاتی ہسپتالوں میں حالات بہتر ہوں گے اور لوگوں کو صحت کی سہولتیں میسر آئیں گی۔ دیہات میں صحت اور تعلیم کے بُرے حالات کے حوالے سے ابھی بہت سے معزز ممبران نے بات کی ہے تو ان کو بہتر کرنے کے لئے چند ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! اب میں تعلیم کے حوالے سے بات کروں گا۔ شادن لنڈ اور شاہ صدر دین تقریباً ساٹھ ساٹھ ہزار آبادی کے قصبے ہیں۔ تیس تیس، چالیس چالیس کلو میٹر کا فاصلہ ہے اور وہاں پر کوئی گرلز کالج ہے اور نہ ہی بوائز۔ میری گزارش ہے کہ آئندہ مالی سال کے بجٹ میں بوائز ڈگری کالج شادن لنڈ اور گرلز ڈگری کالج پیر عادل میں قائم کئے جائیں اس سے بچوں کی تعلیم کا مسئلہ کسی حد تک حل ہو جائے گا۔ میں وزیر اعلیٰ پنجاب کو مبارکباد دینا چاہوں گا کہ شعبہ تعلیم میں بہت زیادہ کام ہو رہا ہے اور ماشاء اللہ اس سے کافی بہتری آئی ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک بہت ہی اہم تجویز دینی چاہوں گا۔ امن وامان کا مسئلہ پورے پنجاب کا ہے صرف ہمارا نہیں۔ ملک اور صوبے میں امن وامان کی جو صورتحال بنی ہوئی ہے اس پر قابو پانے کے لئے کام تو ہو رہا ہے لیکن کوئی positive تجویز نہیں آ رہی۔ میری امن وامان کے سلسلے میں ایک تجویز ہے کہ جس ضلع میں لاء اینڈ آرڈر کی situation بہتر نہ ہو تو اُس ضلع کے افسران کی ترقیاں روک لی جائیں یا اُن سے مراعات واپس لی جائیں تو اس سے حالات بہتر ہو سکتے ہیں۔ آپ اور سارا ایوان میری اس تجویز پر غور کرے کیونکہ جب اُن کی ترقیاں رُکیں گی تو وہ خود ہی لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر کریں گے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک دو اور چھوٹے چھوٹے مسئلے گوش گزار کرنا چاہوں گا۔ میں دو سال سے یہ بات کہہ رہا ہوں اور میں نے یہ بات وزیر اعلیٰ کو بھی کہی تھی کہ انڈس ہائی وے کے اوپر ہائی وے کا ایک ریسٹ ہاؤس ہے وہ بہت قیمتی زمین ہے۔ اُس ریسٹ ہاؤس کے دروازے، کھڑکیاں وغیرہ لوگ اُکھاڑ کر لے گئے ہیں۔ اُس ریسٹ ہاؤس کی زمین بچی ہوئی ہے وہ بھی قبضہ گروپوں کے رحم وکرم پر پڑی ہوئی ہے تو میری یہ تجویز ہے کہ وہاں پر بچیوں کے لئے کوئی دستکاری سکول قائم کر دیا جائے تاکہ وہ زمین بھی محفوظ رہے اور بچیوں کا بھی فائدہ ہو جائے۔

جناب سپیکر! ڈی جی خان سے شادن لنڈ کا فاصلہ تقریباً 50 کلو میٹر ہے تو آپ کے توسط سے میری یہ بھی گزارش ہے کہ شادن لنڈ میں وافر جگہ بھی موجود ہے تو RHC، شادن لنڈ میں 1122 کا دفتر قائم کیا جائے اور شادن لنڈ کے RHC کو بھی upgrade کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں ایک چھوٹی سی گزارش کروں گا جو آپ کا بھی مسئلہ ہے کیونکہ یہ راجن پور اور ڈی جی خان کا مشترکہ اور بہت اہم مسئلہ ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ وہاں پر پینے کا پانی نہیں ہے۔ میں نے وزیر اعلیٰ سے گزارش کی تھی اور انہوں نے وعدہ بھی فرمایا تھا کہ water filtration plants لگ رہے ہیں تو فیز۔1 میں ڈی جی خان اور راجن پور کو شامل کریں گے۔ وہ plants جب لگیں گے تو لگیں گے۔ شادن لنڈ گریڈ سے پہاڑ تک جو فیڈر نکلتا ہے اُس پر 455 ٹیوب ویل ہوا کرتے تھے اور آج 10/15 ٹیوب ویل رہ گئے ہیں تو وزیر خزانہ سے میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے علاقہ میں بلوچستان کی طرز پر flat rate بحال کئے جائیں کیونکہ ہمارے علاقہ میں بلوچستان سے بھی زیادہ غربت ہے اور آپ کو اس بات کا پتا بھی ہے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار صاحب! بہت شکریہ۔ میاں طارق محمود صاحب!

میاں طارق محمود: جناب سپیکر! ہم نے پچھلے سال جو بجٹ تقریر سُنی تھی اُس میں جن مراعات کا ذکر کیا گیا تھا اور اُس میں جو کڑوے فیصلے بھی سُنائے گئے تھے تو اُن کو سامنے رکھ کر ہمیں next budget بنانا چاہئے۔ ہم نے کیا وعدے کئے تھے، وہ ہم نے پورے کئے یا نہیں کئے اور ہم نے اگر کوئی ٹیکس لگایا ہے تو اُس کی وجہ سے نقصان ہوا ہے یا فائدہ ہوا ہے؟ میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر خزانہ آج زمیندار کی طرف دیکھیں کہ زمیندار جو گندم کاشت کرتا ہے آج اُس کا کیا حال ہے، کیا اُس کو گندم کے پیسے مل رہے ہیں؟ صوبہ پنجاب کے پاس کتنی گندم موجود ہے اور اتنی گندم موجود ہونے کے باوجود ہم نے گندم import کرنے کے لئے لوگوں کو اجازت دے دی اور پھر ہم آٹا باہر بھیجنے کے لئے سبسڈی دے

رہے ہیں۔ ہمیں اپنی planning پر ضرور غور و فکر کرنا چاہئے کہ ہم اپنے صوبے کو کیسے اچھے طریقے سے چلا سکتے ہیں۔ اگر ہم صرف اپنی گندم پر base کرتے تو ہمیں گندم import کرنی پڑتی، نہ آٹے پر سبسڈی دینی پڑتی اور ہمارے کاشتکار کو پورے پیسے ملتے۔ اب آپ دوسری طرف آ جائیں ہم کہتے ہیں کہ گھی کے ڈبے کے اوپر اُس کی قیمت لکھیں تو ہم فیکٹری والے کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ کھاد کی بوری پر بھی پیسے لکھیں تاکہ زمیندار کے ساتھ کوئی زیادتی نہ کر سکے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! بڑی غور طلب بات یہ ہے کہ ہم نے پچھلے بجٹ میں کہا تھا کہ ہم 10۔ارب روپے کے سولر ٹیوب ویل لگائیں گے اور 10۔ارب روپیہ ہم فیڈرل گورنمنٹ سے بھی لگوائیں گے۔ میرے ضلع میں تو کوئی بھی سولر ٹیوب ویل نہیں لگا۔ آج میرے علاقہ میں زمینداروں کے پاس بے پناہ چاول پڑا ہوا ہے اور وہ میرے پاس آ کر روتے ہیں کہ ہمارا چاول کدھر جائے گا اور ہم آگے سے اپنی ضروریات کیسے پوری کریں، کیا بین الاقوامی منڈی تک ہماری کوئی رسائی نہیں؟ صوبہ میں اور مرکز میں بھی ہماری حکومت ہے لیکن ہم زمینداروں کے لئے کوئی کام نہیں کر رہے۔ ہمیں یہ سوچنا پڑے گا کہ جن زمینداروں کے گھر میں چاول پڑا ہوا ہے کسی نہ کسی طریقے سے اُن کے پیسے پورے ہوں۔ ہم زمیندار کو اپنے ملک کی ریڑھ کی ہڈی کہتے ہیں تو ہم زمیندار سے کس طرح سے فصل کی پیداوار کروا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ ہم نے پچھلے بجٹ میں CC 2000 کی گاڑی کی ٹرانسفر پر 2 لاکھ روپیہ فیس بڑھا دی۔ جو شخص گاڑی خریدتا ہے تو 3 لاکھ روپیہ اُس کی جیب میں ہو تو وہ پھر جا کر رجسٹریشن کروا سکتا ہے۔ لوگ سندھ، کے پی کے اور بلوچستان میں جا کر اپنی گاڑیوں کی رجسٹریشن کراتے ہیں تو ہم اس معاملہ پر غور کریں اور دیکھیں کہ اس فیصلے کی وجہ سے ہمارے Excise and Taxation کے revenue کی مد میں کتنی کمی ہوئی ہے۔ اگر ہم اُس فیس کو تھوڑا سا بڑھاتے اور اگر لاہور کی رجسٹریشن دیکھی جائے تو اُس میں بڑا فرق پڑ گیا ہے۔ ہم نے منڈی مویشیاں بند کر دیں جن سے ایک سال کا 30۔ارب روپیہ ملتا تھا اور اس دفعہ ہمیں 60۔ارب روپیہ ملنا تھا۔

جناب سپیکر! اس بات میں شک کی کوئی گنجائش نہیں کہ میں وزیر اعلیٰ اور اپنی حکومت کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے لیکن یہاں پر میرے بہت سارے بھائیوں نے کہا کہ میرے پاس سٹیڈیم یا سپورٹس کے لئے کچھ نہیں ہے میں بھی یہ کہتا ہوں کہ ڈنگہ شہر گجرات کا تیسرا بڑا شہر ہے لیکن وہاں پر سٹیڈیم ہے نہ سپورٹس کا کوئی میدان ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے ہاں ایک سڑک ڈنڈور کی طرف سے آتی ہے تمام فیکٹریوں کا سامان میرے حلقہ سے گزر کے جاتا ہے۔ ہم نے ڈنگہ گجرات سڑک دو سال پہلے بنائی اور دو سال کے بعد آپ جا کر دیکھیں کہ اُس سڑک کا حشر کیا ہوا ہے؟ جب ہم سڑک بناتے ہیں اُس پر 10 ٹن یا زیادہ سے زیادہ 15 ٹن کا رولر چلتا ہے اور اُس سڑک پر سے ٹرالا 40 ٹن وزن لے کر گزرتا ہے اور جب وہ ٹرالا ایک دفعہ 40 ٹن وزن لے کر گزرتا ہے تو وہ سڑک ختم ہو جاتی ہے۔ اس حوالے سے legislation بھی ہو اور ہمیں اس پر سوچنا چاہئے کہ کوئی بھی گاڑی ہو اُس کا weight measure ہونا چاہئے کیونکہ ان گاڑیوں سے جی ٹی روڈ ختم ہو گئے ہیں لہٰذا اس طرف ہماری توجہ ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ میں حیوانات کے ہسپتال کچھ عرصہ پہلے بننا شروع ہوئے یہ آدھے آدھے بنے ہوئے ہیں اُس کے بعد اُن پر کوئی کام نہیں ہوا۔ ہمیں پتا ہے کہ لوگوں کو دودھ اور گوشت کی اشد ضرورت ہے تو ہمیں اس طرف بھی خاص طور پر توجہ دیتے ہوئے اس کے لئے بجٹ رکھنا چاہئے تاکہ حیوانات کے ہسپتال بہتر ہوں اور لوگوں کے مویشیوں کی بہتر طور پر دیکھ بھال ہو سکے۔

جناب سپیکر! میری ایک اور گزارش ہے کہ میں بھی فنانس کمیٹی، پنجاب اسمبلی کا ممبر ہوں۔ فنانس کمیٹی نے ایک بل پاس کر کے بھیجا وہ ابھی تک اُسی طرح پڑا ہوا ہے۔ جب بھی وزیر خزانہ آتے ہیں تو اسمبلی کے ملازم کہتے ہیں کہ وزیر خزانہ صاحب آ گئے ہیں تو ان سے میری صرف یہ گزارش ہے کہ ان کا مسئلہ حل کر دیں۔ بڑی مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ محترمہ راشدہ یعقوب صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! دو تین ممبران رہ گئے ہیں ان کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر Pre-budget سے متعلق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، محترمہ! بات کریں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آج Pre-budget پر بحث کا تیسرا روز ہے۔ میری معلومات کے مطابق اگر ہم اسے اردو میں کہیں تو اس کو بحث برائے بجٹ کا نام دیا جائے گا۔ مجھے یہ پتا نہیں کیوں لگ رہا ہے کہ آج یکم اپریل ہے اور سابقہ روایت بجٹ کے حوالے سے یہ ہے اور میری معلومات کے مطابق بجٹ کی سفارشات کے لئے 31۔ مارچ کی تاریخ deadline ہوتی ہے۔

اس سے پہلے پہلے محکموں اور اسمبلی نے سفارشات مرتب کر کے محکمہ خزانہ کو بھیجنی ہوتی ہیں۔ یہ Pre-budget discussion ہے یا بحث برائے بحث ہے۔ مجھے تو اس کی سمجھ نہیں آ رہی کہ ہم یہاں بیٹھ کر کیا کر رہے ہیں؟ یہ ممبران جو اتنی محنت کر کے اپنے حلقوں کے مسائل لے کر اسمبلی میں آتے ہیں اگر ان کو صرف lollypop کے لئے یہاں بٹھانا ہے اور انہیں کہنا ہے کہ آپ تقریریں کریں ریکارڈ پر آپ کی تقریریں آ جائیں تو میرے خیال میں ہمیں اس بحث کا حصہ بننا ہی نہیں چاہئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ کو اس بات سے avoid کرنا چاہئے۔ معزز منسٹر یہاں پر موجود ہیں۔ وہ جب wind up کریں گے تو آپ ان کی بات سن لیجئے گا۔ آپ نے اپنا رویّہ بنا لیا ہے کہ ہر بات پر آپ نے تنقید کرنا ہوتی ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! جب سفارشات کا ٹائم ختم ہو چکا ہے تو ہم کس چیز کی سفارشات یہاں دے رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ راشدہ یعقوب صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری محمد اکرم صاحب!

چودھری محمد اکرم: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں سب سے پہلے اپنے قائد میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے پچھلے مہینے سیالکوٹ کے لئے ایک ایکسپریس وے سیالکوٹ تا لاہور اور ایک ٹیکنالوجی یونیورسٹی کا اعلان کیا۔ میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آنے والے سالوں میں ایکسپریس وے اور ٹیکنالوجی یونیورسٹی کا سیالکوٹ کے لوگوں کو بہت فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! سیالکوٹ میں آج سے تقریباً 50 سال پہلے واٹر سپلائی کے پائپ ڈالے گئے تھے جو کہ ناکارہ ہو چکے ہیں۔ میرے حلقہ پی پی۔122 اور حلقہ پی پی۔123 میں جو پانی فراہم کیا جا رہا ہے وہ گندہ ہے وہاں ہیپاٹائٹس اتنا پھیل رہا ہے جو ہم بیان نہیں کر سکتے۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ اس بجٹ میں ہمارے سیالکوٹ کے لئے نئے واٹر سپلائی پائپوں کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب سپیکر! سیالکوٹ میں پچھلے سال سیلاب آیا تھا اس سیلاب کی وجہ سے تمام سیوریج سسٹم خراب ہو گیا تھا خصوصاً میرے حلقہ پی پی۔122 میں خراب ہو گیا تھا۔ ہم کئی بار درخواست کر چکے ہیں کہ ہمارے سیوریج پائپوں کو ٹھیک کیا جائے تاکہ سیوریج کا نظام ٹھیک ہو اور گلیوں میں پانی کھڑا نہ ہو۔ آج

تک ہمارے سیوریج کے لئے کوئی پیسا ہمیں نہیں دیا گیا۔ میری یہ تجویز ہو گی کہ آنے والے بجٹ میں ہمارے علاقہ کے سیوریج کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں۔

جناب سپیکر! ہمارے شہر سے ایک نالہ ڈیک اور دوسرا نالہ ایک گزرتا ہے۔ انڈیا سے آنے والا پانی سب سے پہلے سیالکوٹ میں داخل ہوتا ہے اور جب نالہ overflow ہوتا ہے تو میرے علاقہ میں نقصان پہنچاتا ہے۔ میری تجویز ہو گی کہ نالہ ایک میں جو stone pitching شروع کی گئی تھی اس کو آنے والے مون سون سے پہلے پہلے مکمل کیا جائے۔ اسی طرح نالہ بھیڑ ہے جو ہمارے سیالکوٹ کے وسط سے گزرتا ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس کی دیواروں کو پختہ کیا جائے اور اس کی صفائی کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں تاکہ آنے والے مون سون میں شہر کو سیلاب سے بچایا جا سکے۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلے سال بھی یہی درخواست کی تھی کہ سیالکوٹ میں ٹریفک اتنی بے ہنگم ہو گئی ہے کہ ہمیں وہاں دو تین جگہوں پر overhead bridges بنا کر دیئے جائیں اور ان کے لئے پیسے اس بجٹ میں ضرور رکھے جائیں۔ ان میں شہاب پورہ روڈ، کوٹلی بہرام، کشمیر روڈ اور رنگ پورہ چوک ہے ان پر ہمیں overhead bridges کے لئے فنڈز دیئے جائیں۔ سیالکوٹ کا نام آلات جراحی، فٹبال انڈسٹری اور گارمنٹس میں دنیا بھر میں مشہور ہے لیکن یہاں پر ٹریفک بے ہنگم ہے۔ ہمارے لوگوں کو فیکٹریوں میں جانے کے لئے کئی گھنٹے لگ جاتے ہیں۔ سیالکوٹ کے لئے ایک رنگ روڈ منظور کی جائے اور بنائی جائے اس کے لئے اس بجٹ میں پیسے ضرور رکھے جائیں۔ سیالکوٹ ایمن آباد روڈ پر بھی اس وقت ٹریفک بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ اس کو wide کیا جائے۔

جناب سپیکر! سیالکوٹ جیل میں گنجائش سے تین گنا زیادہ قیدی ہیں۔ میں نے پچھلے بجٹ میں بھی درخواست کی تھی۔ سیالکوٹ جیل کی عمارت ایک سو سال پرانی ہے۔ سیالکوٹ جیل کی نئی عمارت بنائی جائے وہاں بہت پریشانی ہے اور بارشوں میں وہاں کی چھتیں ٹپکتی ہیں۔ تھانہ سول لائن اور تھانہ رنگ پورہ کی عمارتیں تین سال پہلے بننی شروع ہوئی تھیں جو آج تک مکمل نہیں ہو سکیں۔ اس بجٹ میں ان کے لئے بھی پیسے مختص کئے جائیں تاکہ کام مکمل ہو سکے۔

جناب سپیکر! علامہ اقبال اور سردار بیگم ہسپتال کی عمارت کو نیا بنایا جائے اور کارڈیالوجی وارڈ کو مکمل کیا جائے اور اس میں مشینری فراہم کی جائے۔ اس کے علاوہ بس سٹینڈ جو سیالکوٹ شہر میں سب سے زیادہ ٹریفک کے معاملات میں مشکلات کا باعث ہے کیونکہ بس سٹینڈ شہر کے وسط میں ہے۔ سیالکوٹ کے لئے ایک نیا بس سٹینڈ شہر کی حدود سے باہر بنایا جائے۔ اس کے علاوہ پی پی۔122

میں کوئی پبلک پارک نہیں ہے مہربانی فرما کر اس کے لئے بھی پیسے مختص کئے جائیں زمین ہم فراہم کر دیں گے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ ملک مظہر عباس راں صاحب!

ملک مظہر عباس راں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آج بات کرنے سے پہلے یہ سوچ رہا تھا کہ شاید پچھلے سال والی Pre-budget speech کو ہی دہرا دیا جائے تو نئی باتیں کرنے کی ضرورت نہیں پڑے گی لیکن ہم تنخواہ بھی لیتے ہیں اور اس کا ہمارے اوپر قرض بھی ہے، ہم حلقہ کے بھی مقروض ہیں، اپنی سوسائٹی اور اپنی کمیونٹی کے بھی مقروض ہیں اس لئے میں نقار خانہ میں طوطی کی آواز کے طور پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ میرے پاس points تو بہت ہیں لیکن ایک اہم مسئلہ ہے جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں اور اس وقت اس ایوان کو بھی اس کی اہمیت کو سمجھنا چاہئے۔ میں نے پچھلے سال بھی کہا تھا کہ یہاں بیٹھے 70/75 فیصد ممبران دیہاتی علاقوں سے منتخب ہو کر آئے ہیں۔ ہماری بنیادی معیشت زراعت جو پاکستان اور پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی ہے اس سے ان کا تعلق ہے لیکن جو کچھ اس وقت زراعت کے ساتھ ہو رہا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم دیہات سے منتخب ہو کر آنے والے لوگوں کو جس طرح سے یہاں پر احتجاج اور بات کرنی چاہئے وہ ہم نہیں کر رہے۔ ہم اس میں بشمول میرے بددیانتی کر رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری پچھلی کپاس کی فصل، گنے کی فصل اور چاول کی فصل کا صحیح معاوضہ کاشتکار کو نہیں ملا۔ اس کے علاوہ آنے والی فصل جو گندم کی فصل ہے جو تیار ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ اس کے ساتھ بھی بہت بُرا حشر ہونے والا ہے۔ میں نے پچھلے دنوں اخبار میں ایک خبر پڑھی جو کہ گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے ایک پالیسی بیان تھا جس کو پڑھ کر رونے کو جی چاہتا تھا کہ 40۔ارب روپے کا صاف loan ٹیکسٹائل انڈسٹری کو دے دیا جائے گا اور اس کی وجہ یہ بتائی گئی چونکہ یہ زراعت سے related ہے اور دیہاتی علاقوں کے لوگ اس میں کام کرتے ہیں اس لئے زراعت کو فائدہ ہوگا۔ جیسے کہتے ہیں کہ انا ونڈے ریوڑیاں تے مڑ مڑ دیوے اپنیاں نوں۔ کاشتکار تو مر رہا ہے اس کی فصل کو خریدنے والا کوئی نہیں ہے وہ سڑکوں پر ڈنڈے کھا رہے ہیں اور آپ نے پالیسی بنائی کہ 40۔ارب روپے کا صاف loan زراعت کی وجہ سے صنعتکاروں کو دے دیا جائے گا۔ اس چیز کو سوچنے کی ضرورت ہے اور خاص طور پر ہم جو لوگ دیہاتی علاقوں سے آئے ہیں ان کو بھی اس point پر بات کرنی چاہئے۔ ابھی جشن بہاراں ہو رہا ہے کل رات میں نہر سے گزر رہا تھا نہر دیکھ کر آنکھیں بہت خوش ہو رہی تھیں کہ جس طریقے سے چراغاں تھا جس طرح سے وہاں پر floats

لگے ہوئے تھے اور جس طرح سے درختوں سے روشنیاں بکھیری جارہی تھیں جو کہ بہت دیدہ زیب منظر تھا لیکن دل میرا رو رہا تھا کیونکہ اسی وقت جب میں درخت سے روشنیاں نیچے اترتی دیکھتا ہوں تو میرے سامنے میرے حلقے کی تصویر آ جاتی تھی کہ کس طرح وہاں پر گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں، وہاں پر پینے کا پانی نہیں ہے اور کس قدر صحت کے مسائل ہیں لیکن ہم نے سب اچھا کی رٹ لگائی ہوئی ہے۔ ہم نے شہروں کو ترجیح دے رکھی ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ ہے کہ نئے شہر بسائے جائیں اور شہروں کو کنٹرول کیا جائے۔ اگر آپ تمام سہولتیں شہروں میں دیتے جائیں گے تو یقینی طور پر دیہاتوں سے آبادی شہروں کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ اگر آپ دور افتادہ علاقوں میں، دیہاتوں میں sanitation کی، صحت کی اور ایجوکیشن کی سہولتیں دیں گے تو پھر یہ آبادی شہروں کی طرف transfer نہیں ہوگی جیسا کہ ہم لاہور کو دیکھ رہے ہیں۔ آج کراچی آبادی کے بڑھاؤ اور پھیلاؤ کی وجہ سے کنٹرول نہیں ہو رہا اور کل کو خدانخواستہ ایسا وقت بھی آئے کہ یہی مسائل لاہور میں بھی پیدا نہ ہوں اور ہو جائیں کیونکہ ہم نے کبھی کوئی پلاننگ نہیں کی اور نہ ہی اس کے بارے سوچا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی ریڑھ کی ہڈی ایگریکلچر پر توجہ دیں۔ آبادی کی منتقلی کو روکنے کے لئے دور افتادہ علاقوں میں sanitation، ہیلتھ اور ایجوکیشن کی سہولیات فراہم کریں۔ ان علاقوں پر توجہ دیں جن کو آج تک نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ میں نے پچھلی pre-budget speech میں یہ عرض کیا تھا جس کو آپ Chair کر رہے تھے کہ ہمارے وسائل 31 فیصد تقسیم کر کے جنوبی پنجاب کو دیئے گئے ہیں۔ میں آپ سے اسی حوالے سے یہ عرض کرتا ہوں کہ جب وہ 31 فیصد جنوبی پنجاب کا تقسیم کیا گیا ہے ہم تو چلیں پینڈو لوگ ممبران ہیں لیکن آپ تو ہمارے نمائندے جنوبی پنجاب کی طرف سے بیٹھے ہوئے ہیں کیا آپ سے concert کیا گیا ہے؟ رود کوہیوں کے حل کے لئے کچھ کریں چولستان میں پانی کا مسئلہ تھا۔ چولستان سے یاد آیا ہے پچھلے دنوں میں وہاں پر گیا تو بارشوں کی وجہ سے پانی جو بڑھ گیا اس کو ریگستان میں چھوڑ دیا گیا جو کہ ضائع ہو گیا پانی کو ضائع کرنے کے تو ہم بادشاہ ہیں۔ دریائے سندھ کا پانی ہم سمندر میں پھینک دیتے ہیں لیکن دوسری طرف روہڑی میں، چولستان میں ہمارے ریگستانی علاقوں میں غیر آباد علاقوں میں دھرتی پیاسی ہوتی ہے اور یہ تضاد ایگریکلچر یا پانی کے مسئلے پر ہی نہیں ہے۔ کئی سکولوں میں پُرتعیش تعلیم دی جاتی ہے اور دوسری طرف ایسے سکول ہیں جن کی آج تک چار دیواری اور چھتیں بھی نہیں ہیں لہٰذا ہمیں اس تضاد کو ختم کرنا ہوگا اگر ہم نے یہ تضاد ختم نہ کیا تو میری یہ آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ کچھ عرصے بعد لوگ out of control ہو جائیں گے اور ان کے ہاتھ privilege class کے گریبانوں تک پہنچ جائیں گے اگر ان کو کنٹرول کرنا

ہے تو ایک balanced policy بنائیں۔ حلقے کے لئے بھی میں بات کر دوں آپ شاید بٹن پر ہاتھ رکھنے والے ہیں۔ ہمارے حلقے میں سب سے بڑا قصبہ قادر پور راں ہے اس کے لئے ٹاؤن ہسپتال دیا جائے اور بُدھلہ سنت ایک قصبہ ہے اس میں گرلز کالج دیا جائے اور sanitation کی سہولتیں دی جائیں۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ جس طریقے سے پاور سیکٹر میں پلاننگ کی جا رہی ہے اور دوسرا ہمارے قائدین میاں محمد نواز شریف اور میاں محمد شہباز شریف کوششیں بھی کر رہے ہیں اس کو مضبوط طریقے سے کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

میاں طاہر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں طاہر صاحب نے پہلے کہا تھا اس لئے وہ بات کر لیں۔

میاں طاہر: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں آپ سے ایک اہم مسئلے کے متعلق گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ موجودہ سیکرٹری قانون ڈاکٹر سید ابوالحسن نجمی جو کہ ریٹائرڈ سیکرٹری اسمبلی بھی ہیں۔ وہ ممبران اسمبلی کی تنخواہوں اور اسمبلی کے افسران واہلکاران کے سکیل و مراعات کے لئے وزیراعلیٰ کو غلط briefing دے رہے ہیں اس کا نوٹس لینا بے حد ضروری ہے۔ اس سے قبل میں نجمی صاحب کے متعلق بتانا چاہتا ہوں کہ وہ سیکرٹری قانون کے ساتھ ساتھ اپنے پرائیویٹ جناح میموریل کالج، حسن میموریل اکیڈمی اور دیگر تعلیمی ادارے بھی چلا رہے ہیں۔ ڈاکٹر سید ابوالحسن نجمی جو کہ بنیادی طور پر ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج تھے وہ 1994 میں بطور ایڈیشنل سیکرٹری محکمہ قانون میں تعینات تھے انہوں نے اپنا سیاسی اثر ورسوخ استعمال کرتے ہوئے صوبائی اسمبلی پنجاب میں بطور سیکرٹری اسمبلی بنیادی پے سکیل 20 میں تعینات ہوئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اب ہوا کیا ہے یہ تو بتائیں؟

میاں طاہر: جناب سپیکر! اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا پنجاب کے اندر کوئی قابل شخص نہیں ہے کہ جس کو لاء سیکرٹری بنایا جا سکے؟ اس سے قبل بھی ان کو رولز کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تین دفعہ extension دی گئی ہے۔ میری گزارش اور وزیراعلیٰ سے یہ مطالبہ بھی ہے کہ کیا پنجاب کے اندر کوئی قابل شخص نہیں ہے کہ جو لاء کے معاملات کو دیکھ سکے۔ میں on the floor on the House یہ کہہ رہا ہوں

کہ اگر اس طرح کے فیصلے پنجاب کے اندر کئے جائیں گے تو پھر جیسے میرے یہاں پر معزز ممبر کھڑے ہو کر کہہ رہے تھے کہ پنجاب کی عوام کے ہاتھ ہمارے گریبانوں تک آئیں گے۔ لوگ ہمیں اٹھ کر کہتے ہیں کہ آپ اسمبلی کے اندر اپنا role play کیوں نہیں کرتے ہیں اگر ہم نے آپ کو اسمبلی میں بھیجا ہے تو آپ وہاں جاکر عوام کی آواز کیوں نہیں اٹھاتے؟ آج پنجاب کے اندر لوگ ڈگریاں ہاتھوں میں تھمائے پھر رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ میاں صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، سردار صاحب آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں مختصراً چھوٹی سی بات کرنا چاہوں گا کیونکہ وزیر خزانہ بیٹھے ہیں۔ پچھلے سیشن میں پنجاب اسمبلی کے سٹاف کی salaries پر debate ہوئی تھی جس پر on the floor of the House یہ assurance دی گئی تھی کہ اسمبلی کے employees کی تنخواہوں کے حوالے سے جو implementation نہیں ہوئی وہ جلد از جلد ہو جائے گی اور اگلے سیشن سے پہلے پہلے اُن کے جو outstanding dues ہیں وہ clear کر دیئے جائیں گے چونکہ وزیر خزانہ تشریف رکھتے ہیں تو ایک میں انہیں یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں اور دوسرا آپ کی وساطت سے اُن سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ابھی تک اس کے نوٹیفکیشن یا implementation کا کیا status ہے؟

جناب سپیکر! دوسرا میں میاں طاہر صاحب کی بات میں تھوڑا سا add کرنا چاہوں گا کیونکہ وہ کہنا یہ چاہ رہے تھے کہ جن صاحب کی وہ بات کر رہے ہیں انہوں نے categorically یہاں پر آکر یہ deny کر دیا ہے کہ اسمبلی کے employees کی تنخواہیں نہیں بڑھیں گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ آپ سے کس نے کہا ہے؟

سردار وقاص حسن موکل: جی، میری اطلاع کے مطابق فنانس سیکرٹری نے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق یہ کہا گیا ہے کہ نہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! اس پر بھی معزز وزیر وضاحت کر دیں لیکن priority اسمبلی کے employees کی ہے اور ساتھ ساتھ ہمارے ممبران اسمبلی کی تنخواہوں کا جو معاملہ ہے اُس پر بھی ذرا روشنی ڈال دیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔ شکریہ

جناب شہزاد منشی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: شہزاد منشی صاحب! ذرا ایک منٹ ٹھہر جائیں۔ جی، منسٹر صاحب! اس پر آپ وضاحت فرمائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ سارے ممبران ذرا اُن کی بات سن لیں۔

وزیر خزانہ/ قانون و پارلیمانی امور (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اسمبلی کے employees کی salaries کے حوالے سے جیسا کہ بزنس ایڈوائزری کی کمیٹی میں بھی کافی detail سے بات ہوئی تھی۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ نے اس پر legal opinion کے لئے لاء ڈیپارٹمنٹ کو in writing بھیج دیا ہوا ہے اور آج انہوں نے ہمیں اس کا جواب دینا ہے۔ لاء ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جونہی جواب آتا ہے تو کل میں آپ کو اسمبلی میں اس حوالے سے present کر دوں گا۔ جہاں تک ممبران اسمبلی کے personal privileges کے حوالے سے بات ہے تو اس پر ہمیں ایک Bill لانا پڑے گا جس کو ہم دیکھ رہے ہیں اور انشاء اللہ کوشش ہو گی کہ ہمارا آئندہ اجلاس جو اگلے مہینے آئے گا اُس میں ہم Bill کی صورت میں لے آئیں گے تاکہ پچھلے سات آٹھ سال کے period کو cover up کر لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بہت شکریہ

میاں طاہر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک جاوید اعوان صاحب! آپ بات کریں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! اسی issue سے related میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! اس issue کا آپ کو بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے۔ اس میں ڈاکٹر صاحب بھی موجود تھے تو ہماری یہ بات ہو گئی تھی۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! یہ بات recorded ہے کہ Monday کو فنانس ڈیپارٹمنٹ نے اور منسٹر صاحب نے بتانا تھا۔ اگر منسٹر صاحب یہ چیز کہتے ہیں کہ ان کو آج اس کا reply مل جائے گا یعنی کہ آج مل جائے گا۔ اگر کل وہ ہمیں اس کا جواب دے سکتے ہیں تو kindly انہوں نے کل جو لیٹر اس query کے لئے لاء ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا ہے وہ لیٹر بھی اسمبلی کے اندر ہم لوگوں کو apprise کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ اس کو آپ چھوڑ دیں۔ ہم خود ہی کر رہے ہیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! انہوں نے کل آنا ہی نہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ موجود ہوں گے۔ آپ اس بات کو رہنے دیں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! جب اسمبلی کا law exist کرتا ہے تو پھر Bill کیوں آئے گا؟

جناب قائم مقام سپیکر: فتیانہ صاحب! اس کے لئے Bill ہی آئے گا۔ جی، ملک جاوید اعوان صاحب!

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں اپنے علاقے کے مسائل بیان کر سکوں تاکہ وہ بجٹ میں شامل ہو سکیں۔ یہ حکومت کی طرف سے ایک احسن اقدام ہے اور میں نے ہر دفعہ اپنے حلقے کے مسائل یہاں بیان کئے ہیں مگر میں بہت افسوس کے ساتھ کہوں گا کہ میرا کوئی بھی مطالبہ جو میں نے اس floor پر کیا ہے اس کے اوپر عملدرآمد نہیں ہوا۔ میں نے پچھلی دفعہ جناب منسٹر صاحب کو اپنے ہاتھ سے لکھ کر اپنے مسائل بتائے تھے جس کو اب پورا ایک سال گزر چکا ہے لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ چونکہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ سب سے پہلے ongoing سکیمیں مکمل کی جائیں گی۔ میں نے صرف ongoing سکیموں کے حوالے سے بیان کیا تھا جیسے ہمارے ہاں ایک سڑک نوشہرہ سے سرہال تک تھی جو 80 فیصد بن چکی ہے اور صرف 20 فیصد بننی ہے لیکن تین بجٹ گزر چکے ہیں اس پر کام نہیں ہوا۔ اسی طرح موضع ناڑی کا ایک بائی پاس ہے اور موضع بدھڑ جس پر صرف تارکول ہونا ہے اس کے اوپر بھی کام نہیں ہوا۔ میری ایک سڑک بہت اہم ہے جو مرگوار سے لے کر تلہ گنگ اور میانوالی کو ملاتی ہے وہ پچیس کلومیٹر بن چکی ہے اور صرف سات

کلو میٹر بقایا ہے۔ اگر وہ بنا دی جائے تو تین اضلاع کا آپس میں ملاپ ہو جائے گا۔ اسی طرح میں اب تعلیم کی طرف آتا ہوں۔

(اذانِ ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اعوان صاحب!

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! تعلیم میں بھی میرا حلقہ سب سے پیچھے ہے۔ میرے حلقہ میں تمام یونین کونسلوں میں بچیوں کے جو سکول ہیں وہ مڈل ہیں مگر کوئی ہائی سکول نہیں ہے۔ حکومت کی پالیسی ہے کہ ہر یونین کونسل کے مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دیا جائے گا لہٰذا میری درخواست ہے کہ میری تمام یونین کونسلوں میں بچیوں کے مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا جائے۔ اسی طرح نوشہرہ کو تحصیل کا درجہ دے دیا گیا ہے لہٰذا میری درخواست ہے کہ یہ سیاحت کے لئے ایک اہم مقام ہے کیونکہ وہاں کا موسم بہت اچھا ہے۔ اگر پنجاب یونیورسٹی یا سرگودھا یونیورسٹی کا وہاں کیمپس دے دیا جائے تو وہاں بچے اچھے موسم کی وجہ سے بڑی آسانی سے اور سستی تعلیم حاصل کر سکیں گے۔ اس کے علاوہ وادیٔ سون بے موسم سبزیوں اور پھلوں کے لئے بہت مشہور ہے، اگر وہاں کے کسانوں کو خصوصی فنڈز دیئے جائیں تو ہمارا یہ پنجاب کا خطہ سبزیوں اور پھلوں میں خود کفیل ہو سکتا ہے۔ ضلع خوشاب minerals سے بھرا پڑا ہے۔ جہاں سے ہر قسم کی minerals نکلتی ہیں جیسے کوئلہ، نمک اور silica sand ہے یعنی ہر چیز یہاں سے نکالی جاتی ہے لیکن مجھے بہت افسوس ہے کہ یہاں سے جو income ہوتی ہے اس حوالے سے گورنمنٹ کی پالیسی ہے کہ اس income کا 80 فیصد حصہ اس علاقے میں لگایا جائے گا لیکن ہماری کوئی سکیم بھی آج تک منظور نہیں کی گئی۔ کئی دفعہ بجلی اور سڑکوں کے سروے ہوئے ہیں مگر کچھ نہیں ہوتا۔ میں خود ایک mine owner ہوں۔ میں بلوچستان گیا تھا تو وہاں کے mines پر ہسپتال، سڑکیں، ٹیلیفون اور لیبر کی بیرکیں ہیں لیکن ہمیں یہاں کسی قسم کی کوئی سہولت نہیں ہے۔ براہِ مہربانی ضلع خوشاب کے جن علاقوں سے income generate ہوتی ہے وہ وہیں پر ہی خرچ کی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

ملک محمد جاوید اقبال اعوان: جناب سپیکر! اس کے علاوہ صحت کے حوالے سے عرض ہے کہ ہمارے علاقے میں صحت کا فقدان ہے۔ جہاں ہسپتال ہیں وہاں ڈاکٹر نہیں اور لیڈی ڈاکٹر تو میرے حلقہ پی پی۔39 میں کسی بھی ہسپتال میں نہیں ہیں تو براہ مہربانی ڈاکٹرز اور سٹاف پورا کیا جائے۔ میرے حلقہ ضلع خوشاب میں تقریباً 70/60 فیصد علاقہ سیلاب کی زد میں آیا ہے اور وہاں کی سڑکیں، سکول اور خاص طور پر آدھے آدھے دو دیہات دریا بُرد ہو چکے ہیں جن کے لئے میں نے حکومت سے درخواست کی ہے اور وزیر اعلیٰ نے شفقت کرتے ہوئے وہ یہاں بھیجی ہے تو مہربانی کر کے اس بجٹ میں ان دونوں گاؤں کی stone pitching کے لئے خصوصی فنڈز رکھے جائیں ورنہ یہ دو دیہات جو باقی بچے ہیں، وہ بھی دریا بُرد ہو جائیں گے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ اعوان صاحب! جی، قاضی عدنان فرید صاحب!

قاضی عدنان فرید: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ، جناب سپیکر کہ آپ نے مہربانی کر کے مجھے وقت دیا اور میں بجٹ کے حوالے سے اپنی تجاویز وزیر خزانہ کی خدمت میں گوش گزار کر سکوں۔ میرا تعلق چونکہ ضلع بہاولپور سے ہے اور آپ کو پتا ہے کہ وہ پنجاب کا ایک انتہائی سدرن ڈویژن ہے جس میں تحصیل احمد پور شرقیہ بالخصوص انتہائی پسماندگی کا شکار ہے۔ میں شکر گزار ہوں وزیر اعلیٰ صاحب کا کہ انہوں نے مہربانی کی اور پچھلے دو سال کے اندر خصوصی شفقت فرماتے ہوئے جو جو تجاویز ہم نے اپنے علاقے کے لئے ان کی خدمت میں پیش کیں، انہوں نے ان کے اوپر بہت توجہ فرمائی اور انہی کی توجہ کی وجہ سے ہمارے ہاں اللہ کے فضل سے کچھ حالات میں بہتری آنی شروع ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک دو اور تجاویز وزیر خزانہ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور ان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کو ہم نے اپنے brackish area کے حوالے سے ایک تجویز پیش کی تھی۔ میرے حلقہ میں کچھ علاقہ ایسا ہے جس میں پینے کے پانی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ اس کا subsoil water brackish ہے اور اس پر جو اریگیشن کا پانی جہاں سے جاتا ہے وہ بھی ششماہی ہے تو اس کی مثالیں شاید پنجاب میں کچھ کم ہوں گی جہاں پر چھ مہینے پینے کا پانی میسر نہیں ہوتا۔ وہاں سے لوگ اس پانی کی کمی کی وجہ سے migrate کر جاتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ نے مہربانی کرتے ہوئے ہمارے اس علاقے کو صاف پانی کے لئے منظور فرمایا لیکن وہاں پر جو روزگار کا ذریعہ ہے اس کے لئے انتہائی ضرورت اس بات کی ہے کہ وہاں پر پانی مہیا کیا جائے۔ اس کے لئے ایک تجویز اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے زیر غور ہے اور لگ بھگ ایک بلین روپے کی سکیم ہے جو فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بھیج دی گئی ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ

عباسیہ لنک کینال سے جو ملحقہ علاقہ ہے جس سے لاکھوں لوگوں کا روزگار وابستہ ہے تو مہربانی کر کے لفٹ پمپ کے ذریعے اس علاقے کو irrigate کرنے کی جو سکیم irrigation department نے put کی ہے، اس کو اس ADP کا حصہ بنایا جائے اور اس کو اگلے سال کے پروگرام میں incorporate کیا جائے۔

جناب سپیکر! ہمارے علاقے کا بہت بڑا مسئلہ روزگار ہے اور وہاں پر ہمارا کوئی انڈسٹریل علاقہ نہیں ہے۔ وہاں پر اگر کسی کو روزگار مہیا ہے تو صرف اور صرف کاشتکاری ہی واحد ذریعہ ہے۔ چونکہ ہمارے علاقے میں premier system نہیں ہے اور سالانہ پانی نہیں ہوتا اس لئے ہمارے علاقے کے لوگوں کو روزگار حاصل کرنے کے بہت قلیل مواقع ہیں تو میں ایک alternate تجویز پیش کرنا چاہوں گا کہ نوجوانوں کو technically equip کرنے کے لئے وہاں پر ہمیں ٹیکنیکل کالجز جن میں ٹیکنیکل ڈپلومے ہوتے ہیں، جس طرح مختلف شہروں میں ہوتے ہیں اور بہاولپور میں بھی اس قسم کا ایک کالج ہے۔ اگر ٹیوٹا کو کہا جائے کہ وہاں پر احمد پور شرقیہ کے نوجوانوں کے لئے کیونکہ اس کالج کی افادیت یہ ہے کہ جو بچہ یا بچی وہاں سے فارغ التحصیل ہوتا ہے اسے نہ صرف اپنے ملک کے اندر بلکہ بیرون ملک بھی روزگار کے بے تحاشا مواقع میسر ہوتے ہیں اور وہ بچہ یا بچی اس ڈپلومہ کے بعد بے روزگار نہیں رہ سکتا۔ ہمارا علاقہ deserve کرتا ہے کہ وہاں پر ٹیوٹا کے ٹیکنیکل کالجز بنائے جائیں جہاں پر ڈپلومہ کورسز کرائے جائیں تاکہ بچے اور بچیاں اپنے لئے بہترین روزگار حاصل کرنے کے قابل ہو سکیں۔

جناب سپیکر! ہمارے دیہات کے اندر metaled roads کا بُرا حال ہے۔ اس دفعہ "فارم ٹو مارکیٹ روڈز" کے حوالے سے ایک تجویز زیر غور ہے اور وزیر اعلیٰ نے اس پر خاصا focus کیا ہوا ہے۔ میری درخواست ہو گی کہ بالخصوص پی پی۔268 میں "فارم ٹو مارکیٹ روڈز" کے حوالے سے خصوصی توجہ دی جائے اور وہاں پر ہمیں ہر یونین کونسل میں ہر سال کم از کم دس سے بارہ کلو میٹر provision رکھیں جس میں ہمیں "فارم ٹو مارکیٹ روڈز" دی جائیں۔

جناب سپیکر! میں درخواست کروں گا کہ ہمارے ہاں ٹی ایچ کیو احمد پور شرقیہ میں کارڈیالوجی وارڈ پچھلے دس سال سے موجود ہے، اس کی state of the art مشینری موجود ہے لیکن اسے ابھی تک آپریشنل نہیں کیا جا سکا۔ میں بھی بارہا اس کی کوشش کر چکا ہوں کہ ڈاکٹروں کی ٹریننگ وغیرہ ہو جائے لیکن سروس سٹرکچر کی وجہ سے وہاں پر کچھ مسائل کا سامنا ہے تو میں request کروں گا کہ اگر اس وارڈ کو آپریشنل کر دیا جائے تو بہت سی قیمتی جانیں جو بہاولپور جاتے ہوئے ضائع ہو جاتی ہیں، وہ بچ جائیں گی اور ہمارے لوگ اس وارڈ سے مستفید ہو سکیں گے۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو مختصر کروں گا اور مجھے احساس ہے کہ وقت ختم ہو چکا ہے۔ ہمارے علاقے کا سب سے قدیمی مطالبہ جو میں نے اپنی سب سے پہلی تقریر اس ایوان میں کی، اس میں بھی بات کی اور پچھلے سال کے بجٹ پر بحث بھی میں نے اس مطالبے پر بات کی۔ میں شکر گزار ہوں وزیر اعلیٰ صاحب کا کہ انہوں نے اس حوالے سے ایک کمیٹی بھی form کی لیکن crisis over crisis کی وجہ سے اس کی meetings نہیں ہو سکیں لیکن ہم نے اس کے لئے بھرپور presentation تیار کی ہوئی ہے۔ احمد پور شرقیہ جو کہ لگ بھگ 13 / 12 لاکھ نفوس پر مشتمل ایک آبادی ہے جس کے اندر تین بڑے بڑے شہر ہیں جن میں دو اڑھائی لاکھ کا cluster ہے، ڈیڑھ لاکھ کا cluster ایک ہے اور ایک ڈیڑھ لاکھ کا cluster تیسرا ہے۔ تقریباً 80 ہزار کا چوتھا cluster موجود ہے۔ ہماری تحصیل deserve کرتی ہے کہ اسے اپ گریڈ کر کے ضلع بنایا جائے۔ میں مطالبہ کروں گا۔ وزیر خزانہ کو کہ خدارا ہمارے اس قدیمی مطالبے کو اس دفعہ منظور کیا جائے۔ بے شک اس پر کمیٹی جس طرح constitute ہے وہ اجلاس کرے، ہم نے بھرپور طور پر اس پر محنت کر کے presentation بنائی ہوئی ہے۔ اگر ہم سے چھوٹی تحصیلوں کو، ہم سے دس دس سال، پندرہ پندرہ سال اور بیس بیس سال پہلے اپ گریڈ کیا گیا ہے تو ہم بھی یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے علاقے کا یہ حق ہے کہ اس تحصیل کو بھی اپ گریڈ کر کے اسے ضلع بنایا جائے۔ بہت شکریہ، مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ جی، میاں مناظر حسین رانجھا صاحب!

میاں مناظر حسین رانجھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے pre-budget session میں بات کرنے کا موقع عطا کیا ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وزیر اعظم پاکستان اور وزیر اعلیٰ پنجاب نے جب سے اقتدار سنبھالا ہے پاکستان اور پنجاب کے مسائل کو حل کرنے کے لئے دن رات محنت کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے ہاتھوں کو اور مضبوط کرے اور انہیں مزید قوت عطا کرے تاکہ وہ پنجاب اور پاکستان کے لوگوں کے مسائل کو حل کر سکیں۔

جناب سپیکر! میرا تعلق بھی زرعی شعبہ سے ہے اور زرعی شعبہ کے حوالے سے میں چند گزارشات کرنا چاہوں گا۔ 1912 میں شاید ایگریکلچر ٹیکس اسی ہاؤس نے پاس کیا تھا لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ ایگریکلچر ٹیکس جس کا نفاذ زمیندار کمیونٹی پر ہونا تھا، ان کی بات سننے سے پہلے ان

کی زبان سے نکلے الفاظ سننے سے پہلے اس کو پاس کر دیا گیا اور اس کی یہ بڑی وجہ ہے کہ 1912 کے پاس کئے ہوئے قانون پر آج تک نفاذ ہو سکا؟

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر خزانہ سے استدعا کروں گا کہ آپ نے جو ایگر یکلچر ٹیکس پاس کیا ہے اس میں کچھ پیچیدگیاں ہیں، کچھ hardship ہے اور جب اس کا نفاذ ہو گا تو لوگ اس کے خلاف رٹ کے لئے ہائیکورٹ چلے جائیں گے اور stay order لے لیں گے جس سے مسائل پیدا ہوں گے۔ میں آپ سے request کرنا چاہتا ہوں، ہماری حکومت ہے اور ہم یہ ٹیکس دینے کے لئے تیار ہیں، جائز اور مناسب طریقے سے ٹیکس دینے کو تیار ہیں لیکن خدارا اس میں زمیندار کی یا زمیندار کمیونٹی کی آواز کو بھی وزن دیا جائے اور ground reality کے مطابق ٹیکس کا نفاذ کیا جائے تاکہ ہر آدمی ٹیکس دینے کو بھی تیار ہو جائے اور حکومت کی آمدنی میں بھی اضافہ ہوتا جائے۔

جناب سپیکر! دوسری میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ زرعی شعبہ جو اس وقت 70 فیصد آبادی پر مشتمل ہے لیکن بد قسمتی اور بدبختی سے اس کے گوناگوں مسائل ہیں۔ مجھ سے پہلے بھی میرے دوستوں نے زرعی شعبہ کے حوالے سے بہت خوبصورت اور اچھی باتیں کی ہیں تو میں بھی چند گزارشات آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس چیز کا تعین کرنا چاہئے کہ زراعت سے منسلک لوگوں کی اس وقت کیا صورتحال ہے۔ جو کارخانہ ایک دیا سلائی پیدا کرتا ہے، جو مالک دیا سلائی کو بناتا ہے وہ بھی اُس کی قیمت کا تعین کرتا ہے کہ یہ دس روپے کی ہو گی، پندرہ روپے کی ہو گی اور اُس میں سیل ٹیکس اور تمام اخراجات شامل کرتا ہے، اُس میں اپنا پرافٹ بھی شامل کرتا ہے لیکن بد قسمتی ہے کہ زمیندار اپنی تمام پروڈکٹ کی قیمتیں مقرر نہیں کر سکتا۔ وہ پورا سال جھولی پھیلا کر محنت کرتا ہے اور پورا سال محنت کرنے کے بعد جب فصل تیار ہو جاتی ہے تو فیکٹری میں یا منڈی میں لے آتا ہے تو اُس کو فصل کی خاطر خواہ قیمت نہیں ملتی وہ دربدر کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے وہ تھرڈ پارٹی کو اپنی فصل اونے پونے داموں فروخت کرنے پر مجبور ہے، وہ گھاٹے کا سودا کرنے پر تیار ہو جاتا ہے اس لئے اُس کے وسائل اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ وہ اپنی فصل کو کچھ عرصہ کے لئے بچا کر رکھ سکے تاکہ قیمت زیادہ ہو سکے لیکن ہماری بد قسمتی ہے جس وقت زمیندار اپنی فصل کو فروخت کر دیتا ہے تو مڈل مین اُس کو سٹاک کر لیتا ہے اور سٹاک کرنے کے بعد وہ کروڑوں روپے کا فائدہ اُٹھاتا ہے لیکن جو اُس فصل کو پیدا کرنے والا ہے اُس کے ہاں آج بھی دیا روشن نہیں ہو رہا، اُس کے ہاں آج بھی غربت ہے، آج بھی اُس کے بچے روٹی کو ترس رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میری وزیر خزانہ سے استدعا ہوگی خدارا اس معاملے میں آپ تھوڑا ساد یکھیں، زرعی اجناس کی قیمتوں کا تعین کرنے کے لئے ایک mechanism بنانا چاہئے۔ ایک ایسا سلسلہ بنانا چاہئے جس سے زمیندار کو فائدہ ہو۔ زمیندار خوشحال ہوگا تو ہماری زرعی اجناس کی پیداوار میں اضافہ ہوگا۔ ان مشکلوں کے باوجود بھی آج ہم دیکھتے ہیں کہ شوگر کین میں بھی ہم خود کفیل ہیں، ہم گندم میں بھی خود کفیل ہیں اور چاول بھی ہمارا سر پلس ہے۔ ان مشکلات کے باوجود بھی ہمارا زمیندار دن رات محنت کر کے پاکستان کی زرعی معیشت کو آگے سے آگے لے کر جا رہا ہے لیکن اُس کو اس کا خاطر خواہ فائدہ نہیں مل رہا۔ میں اپنے ضلع سرگودھا کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ کینو کی فصل سرگودھا اور اس کے علاوہ تقریباً پورے پنجاب میں کاشت کی جاتی اور اس کا فائدہ بھی اُٹھایا جاتا ہے لیکن بد قسمتی ہے کینو کے grower کے ساتھ بھی وہی مشکل پیش آ رہی ہے اُس کا فائدہ بھی فیکٹری مالکان اور بیوپاری حضرات اُٹھا رہے ہیں۔ کینو مالکان جو لاکھوں کروڑوں روپے کے اخراجات کر کے اس فصل کو پیدا کرتے ہیں، وہ اُس سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ کینو کی export سے پاکستان کروڑوں روپیہ زر مبادلہ بھی کماتا ہے لیکن اگر تھوڑی سی حکومت کی سرپرستی ہو، حکومت کی تھوڑی سی دلچسپی ہو ہم اس سے اربوں روپیہ زر مبادلہ کما سکتے ہیں اس لئے میری آپ سے استدعا ہوگی کہ ایک کینو بورڈ کا قیام عمل میں لایا جائے جو صوبہ پنجاب کی سطح پر بھی ہو، ضلعی سطح پر بھی ہو جو کاشتکاروں کو بلا کر اُن کے مسائل سنے، factory owner کو بُلا کر اُن کے مسائل سنے، middleman اور بیوپاری حضرات کے بھی مسائل سنے۔ ایک جامع پالیسی بنائی جائے جس سے اس صنعت سے منسلک تمام لوگوں کو فائدہ ہو۔ اس سے ہزاروں لاکھوں لوگوں کو روزگار ملتا ہے اور جہاں تک جنوبی پنجاب کے لوگوں کا بار بار ذکر ہوتا ہے وہاں کے لوگ ہمارے علاقے میں آکر لاکھوں کروڑوں روپیہ کما کر جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری آپ سے استدعا ہوگی کہ کینو بورڈ کا قیام ضرور عمل میں لانا چاہئے اور جو کینو کے مسائل ہیں اس کی طرف پوری توجہ دینی چاہئے۔ ایک اور بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایگریکلچر ٹیکس کے حوالے سے عام طور پر جو چھوٹ ہے وہ تقریباً چار ساڑھے چار لاکھ کے برابر ہے لیکن زمیندار کے لئے صرف 80ہزار روپیہ ہے۔ یہ بہت بڑا فرق ہے جو زمیندار کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ ایک uniform policy بنائی جائے کہ اس حد تک تنخواہ دار طبقہ کے لئے چار ساڑھے چار لاکھ روپے کی چھوٹ ہے لیکن زمیندار کے لئے صرف 80ہزار روپے چھوٹ ہے۔

جناب سپیکر! میری آپ سے درخواست ہے کہ اس قانون میں بھی ترمیم لائی جائے اور حقائق وسچائی کے مطابق اس پر عمل کیا جائے۔ میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے وقت دیا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ گھنٹی بار بار بجے۔ میں ایک اور گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایم پی اے صاحبان کے لئے آپ نے ایک سال کے لئے ایک کروڑ روپے کی گرانٹ رکھی ہے۔آج کے اس مہنگائی کے زمانہ میں آپ دیکھ سکتے ہیں50لاکھ روپے سے ایک کلومیٹر تک سڑک محکمہ والے بنارہے ہیں اگر ایک ایم پی اے محکمہ ہائی وے کو پیسے دیتا ہے تو اُس کے حلقے میں 2کلومیٹر سڑک ایک سال میں بن سکتی ہے تو جو2لاکھ سے زیادہ ووٹر ہیں اور وہ حلقہ چالیس پچاس میل پر محیط ہوتا ہے اُس میں اگر دو کلومیٹر سڑک بنے گی تو اُس کا کیا فائدہ ہوگا؟آپ اس کے مقابلے میں ایم این اے صاحبان کو دیکھ لیں وہ قومی اسمبلی سے بھی پانچ پانچ کروڑ روپیہ وزیراعظم سے لے رہے ہیں اور پنجاب سے بھی حاصل کر رہے ہیں۔ ہم فیڈرل میں جا بھی نہیں سکتے اور ہماری وہاں سنتا بھی کوئی نہیں۔

جناب سپیکر! میری وزیر خزانہ سے خصوصی درخواست ہوگی کہ آپ اس سلسلے میں خصوصی طور پر دلچسپی لے کر ایم پی اے گرانٹ میں اس سال اضافہ کروائیں اور ایک کروڑ روپے کی بجائے دو کروڑ روپے رکھے جائیں کیونکہ ہم نے گھر تو یہ پیسا کھانا نہیں ہے، ہم نے عوام کو یہ دینا ہے توآپ مہربانی فرماکر کم از کم ایم پی اے کی گرانٹ میں تو اضافہ کردیں تاکہ ہم عوامی مسائل کو حل کرنے کے لئے اپنی محنت اور اپنی کاوشیں بروئے کار لاسکیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ

میاں مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر!آخری بات کرنا چاہتا ہوں آپ کی اجازت سے وزیر خزانہ اور وزیراعلیٰ پنجاب سے بھی استدعا ہے کہ کئی اضلاع کو اربوں روپے کے فنڈ مل جاتے ہیں اور کئی ایم پی اے صاحبان کو بھی اربوں روپے کے فنڈز مل جاتے ہیں لیکن کئی ایم پی اے بے چارے دفتروں کے چکر لگاتے پھرتے ہیں۔آپ پچھلے سال کا بجٹ پڑھ کر دیکھیں اس میں کئی اضلاع کو کھربوں روپے ملے ہیں اور کئی ایسے اضلاع ہیں جن کو کروڑوں روپے کے فنڈز بھی نہیں ملے چونکہ ہم سب ممبران آپ کے ساتھی ہیں ہم سب کا مسلم لیگ سے تعلق ہے تو میری آپ سے استدعا ہوگی کہ براہ کرم سب اضلاع کے ساتھ مساوات رکھیں اور سب ممبران کے ساتھ برابری کا سلوک ہونا چاہئے تاکہ مسلم لیگ مضبوط ہو اور ہمارے دلوں میں بھی آپ کی عزت اور توقیر میں اضافہ ہو۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ عبدالرزاق ڈھلوں صاحب آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟ جی، فرمائیں!

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آپ نے میرے ساتھ خصوصی طور پر محبت کا اظہار کیا میں سب سے پہلے تو وزیراعلیٰ پنجاب خادم پنجاب کا شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے سرگودھا ڈویژنل ہیڈ کوارٹر جو کہ پنجاب کے آٹھویں نمبر پر ہے وہاں پر ہمیں سابقہ دور میں ڈی ایچ کیو اور سرگودھا سے لے کر موٹروے اور سٹی پیکج میں خصوصی طور پر نوازشات کیں اور جو اس وقت ڈویژنل ہیڈ کوارٹر سرگودھا ہے جس شہر سے میرا تعلق ہے وہاں پر جو سب سے بُرے حالات ہیں وہ اس وقت ٹی ایم اے سرگودھا کے ہیں اور میری وزیر خزانہ سے خصوصی گزارش ہے کہ جو جو پنجاب کی ٹی ایم ایز ہیں جہاں پر بنیادی طور پر لوگوں کو سیوریج کا نظام نہیں مل رہا اُس کے لئے خاص طور پر پنجاب میں کوئی ایسا پروگرام تشکیل دیا جائے اور اُن کو specially funds دیئے جائیں تاکہ لوگوں کے مسائل حل ہو سکیں۔ وہاں پر 2200 گٹروں کے ڈھکن موجود نہیں ہیں اور حکم یہ ہے اگر کوئی بچہ گر گیا تو اُس پر ٹی ایم او اور ایڈمنسٹریٹر پر مقدمہ درج کیا جائے اور گرانٹ کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ اب 2200 گٹر کے ڈھکن نہیں ہیں آپ سوچیں کہ دن میں کم از کم بائیس بچے تو گرنے چاہئیں لیکن چلیں اللہ کی رحمت ہے کہ ابھی تک ایسا نہیں ہوا۔ مہربانی فرما کر سرگودھا جو پنجاب کا ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے اس کی ٹی ایم اے میں خصوصی عنایات فرمائی جائیں تاکہ وہاں کے حالات بہتر ہوں اور لوگوں کو بنیادی سہولت مہیا ہو۔

جناب سپیکر! سرگودھا شہر میں اوور ہیڈ برج نہیں ہیں، ایک دو بنے ہیں لیکن وہاں پر ٹریفک کا نظام ٹھیک نہیں ہے۔ ٹریفک کے نظام کے لئے سرگودھا شہر کے لئے کوئی خصوصی طور پر انتظامات کئے جائیں تاکہ وہاں ٹریفک کا نظام بہتر ہو سکے۔

جناب سپیکر! ہمارے پاس 2300 کے قریب پولیس نفری ہے جبکہ ہمارے ساتھ ضلع منڈی بہاؤالدین میں 4500 کی نفری موجود ہے اس کم نفری کی وجہ سے سرگودھا میں بے شمار مسائل ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کم از کم پولیس نفری تمام ڈویژنل ہیڈ کوارٹر میں برابر دی جائے تاکہ لوگوں کو وقت پر انصاف مہیا ہو، چوریوں اور ڈکیتیوں کا بہتر تدارک ہو سکے۔ بوائز کالج کی تعمیر بہت ضروری ہے اور میں اس پر ایک تجویز دوں گا کہ سرگودھا شہر میں اللہ کے فضل و کرم سے آپ ڈی سی او کی رہائش لے لیں، کمشنر کی رہائش لے لیں اور اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے houses لے لیں ان کے 80,80 کنال

کے گھر ہیں۔ میرے قائد محترم کا وژن ہے کہ اب ان گھروں کو چھوٹا کیا جائے۔ وہ انگریز کے زمانے کے گھر ہیں جن میں وہ ابھی بھی رہ رہے ہیں۔ میری استدعا ہے کہ ان کو کم از کم ایک یا دو کنال کا گھر دیا جائے۔ ہمارے ہاسٹل کا کمرہ دیکھ لیں اور وہاں 80 کنال کے گھر کو دیکھ لیں آپ کو اندازہ ہو جائے گا۔ اگر وزیر خزانہ تھوڑی سی کوشش کریں اور اس سال یہ 80,80 کنال کے گھروں کو ختم کر دیں تو شاید یہ مسائل حل ہو سکیں۔ وہاں پر یونیورسٹیاں بنیں، کالج بنیں اور اس جگہ کو لوگوں کی صحت اور تعلیم کے لئے استعمال میں لائیں۔ سرگودھا میں انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی نہیں ہے اگر آپ صرف محکمہ زراعت یا اریگیشن کے AC کا گھر لے لیں تو میرا خیال ہے کہ وہاں پر انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی قائم ہو سکتا ہے۔ وہاں پر چلڈرن وارڈ نہیں ہے اگر ڈی سی او ہاؤس کو چلڈرن وارڈ بنایا جائے تو بن سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے بس تھوڑی movement کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! سرگودھا میں بائی پاس روڈ کے بڑے مسائل ہیں لہٰذا اس کے لئے گرانٹ دے کر بائی پاس روڈ کو ڈبل کیا جائے۔ بھکر، میانوالی اور خوشاب یہاں پر reach کرتا ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ دو سو کلو میٹر سے لوگ سرگودھا شہر میں بھی مراعات حاصل نہ کر سکیں تو پھر وہ لاہور کی طرف آتے ہیں۔ اس سے یہ ہوگا کہ شہروں میں آبادی تقسیم ہوگی، وسائل ملیں گے، لوگوں کے مسائل کم ہوں گے اور وہ دور تک نہیں جائیں گے۔ میرے بھائی نے جو بات کی ہے کہ ایک کروڑ روپے کی گرانٹ دی گئی ہے، وہاں سولہ یونین کونسلیں ہیں اور تقریباً ڈیڑھ دو سو کے قریب علاقے ہیں۔ آپ یقین کریں کہ ایک کروڑ روپے کی گرانٹ سے دو، چار یا چھ گلیاں بڑی مشکل سے ٹھیک کرائی جاتی ہیں۔ ہم ایک یونین کونسل میں بھی properly کام کرانے کے متحمل نہیں ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ زیادہ نہیں تو کم از کم تین کروڑ روپے کی گرانٹ ضرور دی جائے تاکہ وہاں کے سیوریج، گلیوں، پرانی آبادی کے بنیادی مسائل کو حل کیا جا سکے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پورے پاکستان کی آبادی لاہور میں آ چکی ہے۔ لاہور کو اتنا خوبصورت اور بہترین کر دیا گیا ہے کہ اگر یہاں پر میٹرو بس اور اس طرح کی چیزیں نہ بنائی جاتیں تو آج میں موٹروے سے اتر کر اسمبلی میں کم از کم ایک گھنٹے میں پہنچتا لیکن اب میں اس کی وجہ سے پندرہ منٹ میں پہنچا ہوں۔ یہ قائد محترم کی بہت بڑی کاوش ہے کہ لاہور کو خوبصورت شہر بنایا ہے لیکن کچھ جنات کی ٹیم باقی ڈویژنل ہیڈکوارٹر میں بھی بھیجی جائے تاکہ وہاں کے بھی حالات بہتر ہو سکیں اور وہاں بھی ترقی ہو سکے۔ بہت شکریہ کہ آپ نے خصوصی مہربانی کی جبکہ وزیر ملک آصف صاحب اور بندیال صاحب میری کبھی کاپیاں چھینتے تھے اور چاہتے تھے کہ میں گفتگو نہ کر سکوں۔ بہت مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ!

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے pre-budget discussion میں بولنے کا موقع دیا۔ یہ بہت اچھا step ہے۔

> By the government that suggestions of honourable members are taken. Not, only taken but they are also incorporated in the budget.

میں سب سے پہلے تو یہ کہوں گی کہ ہمارے ملک میں جو major crisis ہے وہ انرجی سیکٹر کا ہے۔ اگر ہمیں انرجی کے لئے باقی جگہوں سے compromise بھی کرنا پڑے تو ضرور کرنا چاہئے۔ انرجی پراجیکٹس کے لئے بجٹ میں زیادہ سے زیادہ پیسے دینے چاہئیں کیونکہ 2018 میں وزیراعلیٰ صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ electricity crisis totally solve ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ تین دن پہلے on Monday "پڑھو پنجاب، بڑھو پنجاب" پروگرام launch کیا گیا۔ اگر ایجوکیشن میں دیکھا جائے اور پچھلے سال سے اس سال کا compare کیا جائے تو 11 لاکھ سے زیادہ سٹوڈنٹس enroll ہوئے۔ یہ وعدہ ہے کہ 2018 تک پنجاب میں 100 percent enrollment ہو گی اس لئے ایجوکیشن پر heavy budget رکھنا چاہئے لیکن میں اس وقت آپ کی توجہ ہیلتھ سیکٹر کی طرف لانا چاہتی ہوں۔ اگر لاہور میں دیکھا جائے اور دوسرے اضلاع میں دیکھا جائے تو ہمارا ہیلتھ سیکٹر بڑا weak ہے۔ غریب اور middle class لوگ جب علاج کے لئے جاتے ہیں تو ان کا علاج مفت نہیں ہوتا۔ جمہوری حکومت ہونے کے ناتے ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم غریب لوگوں کو مفت علاج دیں۔ اگر ہم دیکھیں تو ہمارے ہسپتالوں میں ایم ایس بہت powerful ہو چکے ہیں۔ وہ بجٹ کے ایسے formulas بنا کر ہیلتھ سیکرٹری کو دیتے ہیں جس وجہ سے ہماری میڈیسن available نہیں ہوتیں۔ یہاں تک کہ ہسپتال میں ڈسپرین جیسی میڈیسن کی availability بھی بہت مشکل ہے۔ اگر وارڈ میں کوئی غریب مریض ہے اور وہ local purchase کے لئے میڈیسن منگواتا ہے تو وہ میڈیسن اس کو نہیں ملتی لیکن جب ہمارا کوئی حکومتی ممبران، ایم پی اے، ایم این اے، سینیٹر یا کوئی بھی آفیسر جاتا ہے تو اس کو LP پر میڈیسن available ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی دیکھا جائے کہ ہماری میڈیسن بہت substandard ہیں۔ ہمیں quality of medicine کو دیکھنا چاہئے اور purchase کے لئے بجٹ کو بڑھانا پڑے گا۔ اس کے علاوہ ہمیں فری ٹیسٹ کی سہولت ہونی چاہئے بالخصوص جو دور دراز اضلاع سے غریب لوگ آتے ہیں ان

کے لئے CT scan یا MRI scan یا different scan کرانا بہت مشکل ہے اس لئے انہیں free scan کروانے کی سہولت ہونی چاہئے۔ میری تجویز یہ ہے کہ ہمیں اس دفعہ بجٹ میں free medical insurance لازمی قرار دینی چاہئے تاکہ ہر بندہ ہیلتھ کا فائدہ اٹھا سکے۔ یہ دیکھا جائے کہ پیرا میڈیکل سٹاف، ہمارے ڈاکٹر اور سٹاف جتنا ہی اہم ہے They are life line of the hospital اس لئے پیرا میڈیکل سٹاف اور ان کی فیملی کو ہسپتال میں مفت علاج کی سہولت موجود ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! ہم دیکھیں کہ کل ہمارے جرنلسٹ احتجاج کر رہے تھے اور دوسری طرف ہمارے ڈاکٹرز احتجاج کر رہے تھے۔ اگر گورنمنٹ مخلص ہے تو وہ اپنی پالیسی میں کیوں تاخیر لاتی ہے؟ پالیسی میں تاخیر لانا It is not good for the image of the country جب یہاں blind لوگ آئے تھے توان پر بھی تشدد کیا گیا تھا۔ اگر ہمارے وزیر اعلیٰ نے decisions لے لئے ہیں تو ان میں تاخیر کیوں آتی ہے؟ میری سوچ یہ ہے کہ تاخیر نہیں آنی چاہئے۔ Young Doctors Association، صحافیوں یا lawyers کو کیوں سڑکوں پر آنا پڑتا ہے؟ انہیں صرف پالیسی میں تاخیر کی وجہ سے آنا پڑتا ہے۔

I think all these demands should be incorporated in the part of the budget. Thank You.

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہٰذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 2۔اپریل 2015 صبح 10:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔